ماھنامہ

انصاراللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۹۷ء

ایڈیٹر

نصراللہ خان ناصر

"قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں۔

"مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدائیتعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہریک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۴۰۳)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۷۶ ہش

ستمبر ۱۹۹۷ء

○

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- قاضی منیر احمد

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اِس شمارہ میں

○

جلد نمبر ۳۸
شمارہ نمبر ۹

شرح چندہ

پاکستان :- ساٹھ روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ :- چھ روپے

اداریہ

؏ از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم!

تاریخِ مذاہب میں اُنیسویں صدی عیسوی کا نصف آخر بڑی اہمیت رکھتا ہے جب مذاہبِ عالَم نے ایک نئی کروٹ لی —— وہ اپنی بقا اور اثر و نفوذ کے لئے زبردست جدوجہد میں مصروف تھے۔ اس دَور میں احیائے علوم کی تحریکیں اُبھریں۔ پھر عظیم سیاسی اور تمدنی تغیرات بھی رُونما ہوئے جن سے ایک نئی سوچ اور فکر نے جنم لیا۔ دینِ حق کے خلاف تمام قوتیں مجتمع ہوئیں اور ان سب کی جدوجہد کا مرکز خاص طور پر برِّ صغیر ہند بنا۔ عیسائیت اور ہندوازم کی یلغار اپنے انتہائی عروج پر تھی اور دہریت بھی اپنے پر پھیلائے عوام النّاس کے لئے سراب بنی ہوئی تھی۔ یہ سب دجّالی قوتیں عامۃ المسلمین کو اپنا تر نوالہ سمجھے بیٹھی تھیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے علاقے تو پہلے ہی صلیبی جنگوں سے متاثر ہوچکے تھے اور مسیحیّت کے مذہبی، تمدّنی اور سیاسی حملوں میں ہزیمت خوردہ تھے اور پھر مشرقِ بعید کے جزائر کے بسنے والے اور تاریک دُنیا بھی اس یلغار سے کہاں محفوظ تھی —— !

جہاں تک ملّتِ اسلامیہ کا تعلق ہے جو کبھی دُنیا کو تہذیب و تمدن سکھانے والے تھے، جو کبھی قرآنی تعلیمات سے دُنیا کے مسائل حل کرنے والے تھے اب اپنے ہی مسائل سے دوچار تھے۔ ملّتِ بیضا فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ ان کی اعتقادی، علمی، اخلاقی اور روحانی حالت ناگفتہ بہ تھی جس سے ان کے افکار و کردار میں بھی جمود پیدا ہوچکا تھا۔

یہی وہ زمانہ تھا جب سُنّت اللہ کے مطابق اور حسبِ بشاراتِ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امام الزّمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام مبعوث ہوئے تاکہ احیائے دین کا مقدس فریضہ سرانجام دیں۔ آپ نے اعلان فرمایا ؎

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ جِئْتُ مِنْہُ مُجَدِّدًا   بِوَقْتٍ اَضَلَّ النَّاسَ غَوْلٌ مُّسَخِّرٌ
اَلَا اِنَّمَا الْاَیَّامُ رَجَعَتْ اِلَی الْھُدٰی   ھَنِیْئًا لَّکُمْ بَعْثِیْ فَبَشُّوْا وَاَبْشِرُوْا

خدا کی قسم! یقیناً مَیں اس کی طرف سے مجدّد ہوکر آیا ہوں ایسے وقت میں کہ قابو کرلینے والے دیو نے لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا۔ سُن لو! کہ زمانہ ہدایت کی طرف لَوٹ آیا مبارک ہو تمہیں میری بعثت۔ تم

خوش ہو جاؤ اور خوشی مناؤ۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے "مسیح موعود اور مہدی معہود" کے منصب پر فائز کیا ہے جس سے دُنیا کی نجات اور دینِ حق کی عظمت و شوکت وابستہ ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اپنا مقام و منصب یُوں بیان فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوُا پا کر مجھے تبلیغِ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا ..... اس دُنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں ..... ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدیدِ دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دُنیا کو اصلاح اور تقوٰی اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحیٔ الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمّت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزّل ..... کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سَو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ مَیں ہی ہوں ....."

(تذکرۃ الشہادتین ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳،۴)

پس سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ مجدّدِ وقت، مسیح موعود اور امام آخر الزمان مہدی معہود کی حیثیت سے مامور ہوئے۔ آپ کے ذریعہ دین کی نشأۃِ ثانیہ مقدّر تھی چنانچہ آپ کے مبارک ہاتھوں سے سِلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی گئی مگر طاغوتی طاقتیں مخالفت اور دُشمنی پر آمادہ ہوگئیں۔ اس الٰہی سلسلہ کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے ہر ممکن ذرائع استعمال میں لائے گئے مختلف اوقات میں امتحان اور ابتلاء سے اِس الٰہی جماعت کو گزرنا پڑا مگر یہ جماعت صبر و استقامت پر قائم رہی پھر قانونی اور سیاسی حربے اختیار کئے گئے۔ عوام النّاس کو باور کرایا گیا کہ یہ جماعت دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ نہیں۔ انہیں بنیادی حقوق سے بھی محروم کیا گیا اور ان کے اعتقاد و ایمان پر قدغن لگائی گئی۔

الٰہی جماعتوں کے ساتھ دُنیا والوں کا یہی وطیرہ چلا آیا ہے۔ ایسے ابتلاء اور آزمائشیں آتی رہی

ہیں مگر فتح و کامرانی بھی انہی کا مقدّر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت پُرشوکت الفاظ میں یہ اعلان فرمایا :-

"مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دُنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اَور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اَور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی رُوح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے ...."

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

حضرت اقدسؑ نے یہاں واضح طور پر فرمایا کہ "میری زبان کی تائید میں ایک اَور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اَور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔" اور پھر مخالفین کو اس "ہاتھ" سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا ؎

اے آنکہ سوئے مَن بدَویدی بصد تبر ✦ از باغباں بترس کہ مَن شاخِ مُثمرم

اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑوں سے دَوڑا آتا ہے اس باغبان سے ڈر کیونکہ مَیں ایک پھلدار شاخ ہوں۔ پس مخالفین کے لئے یہ وارننگ کافی ہے کیونکہ اس پھلدار شاخ کو باغبان کبھی کاٹنے نہ دے گا۔

پھر آپ نے الٰہی تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"مَیں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر مَیں پیسا جاؤں اور کُچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذاء اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی مَیں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ مَیں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں ....

.... یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سُنو کہ میری رُوح ہلاک ہونے والی رُوح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمّت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔"

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳)

پس آج جماعتِ "آخرین" کے ساتھ آسمانی تائید و نصرت ہے۔ وہ عزم و ہمّت اور صدق و یقین کے ساتھ جانبِ منزل رواں دواں ہیں۔ خدا کرے وہ دن جلد آئے جب دینِ حق کا غلبہ ہو، امن و سلامتی

(باقی صہ پر)

امام الکلام

"اِس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہُوں"

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"...اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے مجھے کون پہچانتا ہے صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ مَیں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی، مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے..." (فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۴)

(بقیہ صفحہ ۴)
کا دَور دَورہ ہوا اور تمام بنی نوع انسان حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہو کر اُمّتِ واحدہ بن جائیں۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

انکسار، تذلل اور عاجزانہ راہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"جب خدا تعالیٰ کا حسن اور اس کا احسان جلوہ فگن ہوتا ہے تو انسان کا دل اپنے رب کی محبت سے بھر جاتا ہے اور ایک عاشق زار کی طرح وہ اس کی ہر آواز پر لبیک کہتا ہے وہ اس کے گرد گھومتا ہے وہ نیستی کا لبادہ پہن کر اسی میں کھو جاتا ہے اور اس کے اپنے وجود پر کلیتاً ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی اس کے رب کی طرف سے اسے عطا ہوتی ہے مگر دنیا اسے نہیں پہچانتی اور وہ اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

لیکن جب خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا جلوہ اس پر ظاہر ہوتا ہے تو اس کا دل خوف و رجا اور امید و بیم سے لبریز ہو جاتا ہے۔ عظمت الٰہی اور جلال الٰہی کے اس جلوہ کے بعد اس کی اپنی کوئی بزرگی اور عظمت باقی نہیں رہتی وہ فروتنی کا جامہ پہن لیتا ہے۔ انکسار کو اپنا شعار بناتا ہے اور تذلل کی گرد سے غبار آلود اور اغبر نظر آتا ہے وہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتا ہے اور عاجزی کے ساتھ اور خوف زدہ دل کے ساتھ لرزاں اور ترساں اپنے رب کے حضور جھکتا ہے اور اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کرتا ہے اس کے جسم کا ہر ذرہ اور اس کی روح کا ہر پہلو اپنے رب کے خوف سے کانپ رہا ہوتا ہے اور عظمت اور جلال کا یہ جلوہ اسے اس حق الیقین پر قائم کر دیتا ہے کہ اس عظمت کے مقابلہ میں سب مخلوق مردہ اور لاشئے محض ہے۔ اور ان سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھی جاسکتی اور نہ وہ بذات خود اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر امید وابستہ کی جاسکتی ہے تو صرف ذوالجلال والاکرام سے۔ تب خوف کے ساتھ ایک امید اور رجا بھی اس کے سینہ صافی میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی سب امیدوں کو اپنے رب سے ہی وابستہ کر لیتا ہے اور صرف اسی پر توکل رکھتا ہے اور حاجت براری کے لئے صرف اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے اور اس کا دل اس یقین سے پر ہوتا ہے کہ جو کچھ ملنا ہے صرف اسی کے در سے ہی ملنا ہے۔ جوتی کا ایک تسمہ ہو یا دنیا جہاں کی عزتیں جس کی عظمت اور جلال کے خوف نے اور جس کی بے پایاں رحمت کی امید نے جس در کا اسے فقیر بنا دیا وہ اسی در پر دھونی رمائے امید و بیم کے درمیان زندگی کے دن پورے کر دیتا ہے تب اس کا رب اس سے راضی ہوتا ہے اور محبت سے اپنی گود میں اسے بٹھا لیتا ہے۔"

(تعمیر بیت اللہ کے تئیس عظیم الشان مقاصد ص ۸۲۔۸۳)

عربی منظوم کلام

إِنِّیْ صَدُوْقٌ مُصْلِحٌ مُتَرَدِّمٌ سَمٌّ مُعَادَاتِیْ وَسِلْمِیْ أَسْلَمُ

مَیں صادق اور مصلح ہوں اور میری دشمنی زہر اور میری صلح سلامتی ہے

إِنِّیْ أَنَا الْبُسْتَانُ بُسْتَانُ الْهُدٰی تَأْتِیْ إِلَیَّ الْعَیْنُ لَا تَتَصَرَّمُ

مَیں باغِ ہدایت ہوں۔ میری طرف وہ چشمہ آتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا

مَا جِئْتُکُمْ فِیْ غَیْرِ وَقْتٍ عَابِثًا قَدْ جِئْتُکُمْ وَالْوَقْتُ لَیْلٌ مُظْلِمُ

مَیں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا۔ مَیں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی

فَاللّٰهُ أَرْسَلَنِیْ لِأُحْیِیَ دِیْنَهٗ حَقٌّ فَهَلْ مِنْ رَاشِدٍ یَسْتَسْلِمُ

سو خدا نے مجھے بھیجا تاکہ مَیں اس کے دین کو زندہ کروں یہ سچ ہے پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے

جُهْدُ الْمُخَالِفِ بَاطِلٌ فِیْ أَمْرِنَا سَیْفٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ لَا یَتَثَلَّمُ

مخالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے۔ یہ خدا کی تلوار ہے جس میں رخنہ نہیں ہو سکتا

فِیْ وَجْهِنَا نُوْرُ الْمُهَیْمِنِ لَائِحٌ إِنْ کَانَ فِیْکُمْ نَاظِرٌ مُتَوَسِّمُ

ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے اگر کوئی تم میں دیکھنے والا ہو

اَللّٰهُ آثَرَنَا وَکَفَّلَ أَمْرَنَا فَالْقَلْبُ عِنْدَ الْفِتَنِ لَا یَتَجَمْجَمُ

خدا نے ہمیں چن لیا اور ہمارے کام کا متکفّل ہو گیا۔ پس دل فتنوں کے وقت متردّد نہیں ہوتا

مَلِکٌ فَلَا یُخْزٰی عَزِیْزُ جَنَابِهٖ إِنَّ الْمُقَرَّبَ لَا أَبَا لَکَ یُکْرَمُ

وہ بادشاہ ہے اس کی جناب کا عزیز کبھی رسوا نہیں ہوتا اور مقرب ضرور عزت پا لیتا ہے

(حجۃ اللہ - روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲)

فارسی منظوم کلام

مامورم و مرا چہ دریں کار اختیار   رَو ایں سخن بگو بخداوندِ آمرم!

مَیں تو مامور ہوں مجھے اس کام میں کیا اختیار ہے۔ جا! یہ بات میرے بھیجنے والے خدا سے پوچھ

اے آنکہ سُوئے مَن بدویدی بصد تبر   از باغباں بترس کہ من شاخِ مُثمرم

اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑا ہے باغبان سے ڈر کیونکہ مَیں ایک پھل دار شاخ ہوں

حکم است ز آسماں بزمیں میر سانمش   گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم

آسمان کا حکم مَیں زمین تک پہنچاتا ہوں۔ اگر مَیں اُسے سُنوں اور لوگوں کو نہ سُناؤں تو اُسے کہاں لے جاؤں

اے قومِ مَن بگفتۂ مَن تنگدل مباش   ز اوّل چنیں مجوش ببیں تا بہ آخرم

اے میری قوم میری باتوں سے آزردہ نہ ہو۔ شروع میں ایسا جوش نہ دکھا آخر تک میرا حال دیکھ

مَن خود نگویم ایں کہ بلوحِ خدا ہمیں است   گر طاقت ست محو کُن آں نقشِ داورم

مَیں خود یہ بات نہیں کہتا بلکہ لوحِ محفوظ میں ہی ایسا لکھا ہے اگر تجھ میں طاقت ہے تو خدا کے لکھے ہوئے کو مٹا دے

بد گفتنم ز نوعِ عبادت شمردہ اند   در چشمِ شاں پلید تر از ہر مزوّرم

ان لوگوں نے مجھے بُرا کہنا عبادت سمجھ رکھا ہے۔ ان کی نظروں میں مَیں ہر کذّاب سے زیادہ پلید ہوں

اے دل تُو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار   کاخر کنند دعوائے حُبِّ پیمبرم

تاہم اے دل تُو ان لوگوں کا لحاظ رکھ کیونکہ آخر میرے پیغمبرؐ کی محبّت کا دعوٰے کرتے ہیں

جانم گداخت از غمِ ایمانت اے عزیز   ویں طرفہ تر کہ مَن بہ گمانِ تو کافرم

اے عزیز میری جان تیرے ایمان کے غم میں گھل گئی مگر عجیب بات یہ ہے کہ تیرے خیال میں مَیں کافر ہوں

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲)

سیرت النبیؐ کا ایک ورق

خدا تعالیٰ سے محبت اور اس کی عبادت

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن مصنفہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی.......)

رسول کریم ﷺ کی ساری زندگی عشق الٰہی میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ داری کے دن اور رات آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نصف رات گزرنے پر آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک عبادت کرتے چلے جاتے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور آپ کے دیکھنے والوں کو آپ کی حالت پر رحم آتا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے ایسے ہی موقعہ پر کہا یا رسول اللہ آپ تو خدا تعالیٰ کے پہلے ہی مقرب ہیں آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! **افلا اکون عبدا شکورا** جب یہ بات سچی ہے کہ خدا تعالیٰ کا میں مقرب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے تو کیا میرا یہ فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اس کا شکریہ ادا کروں۔ کیونکہ آخر شکر احسان کے مقابل پر ہی ہوا کرتا ہے۔

آپ کوئی بڑا کام بغیر اذن الٰہی کے نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ باوجود مکہ کے لوگوں کے شدید ظلموں کے آپ نے مکہ اس وقت تک نہ چھوڑا۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل نہ ہوئی اور وحی کے ذریعہ سے آپ کو مکہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا گیا۔ اہل مکہ کے ظلموں کی شدت کو دیکھ کر آپ نے جب صحابہؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی۔ اور انہوں نے آپ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی ان کے ساتھ چلیں' تو آپ نے فرمایا مجھے ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن نہیں ملا۔ ظلم اور تکلیف کے وقت جب لوگ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے اردگرد اکٹھا کر لیتے ہیں آپ نے اپنی جماعت کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جانے کی ہدایت کی اور خود اکیلے مکہ میں رہ گئے۔ اس لئے کہ آپ کے خدا نے آپ کو ابھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

خدا کا کلام آپ سنتے' تو بے اختیار ہو کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے' خصوصاً وہ آیات جن میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن شریف کی کچھ آیات مجھے پڑھ کر سناؤ۔ میں نے اس کے جواب میں کہا۔ یا رسول اللہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے میں آپ کو کیا سناؤں؟ آپ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن پڑھوا کر سنوں۔ اس پر میں نے سورہ نساء پڑھ کر سنانی شروع کی۔ جب پڑھتے پڑھتے میں اس

آیت پر پہنچا کہ **فکیف اذا جئنا من کل امہ بشھید و جئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا** یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بس کرو۔ بس کرو" میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر کے آنسو بہ رہے تھے۔

نماز کی پابندی کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ سخت بیماری کی حالت میں جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گھر میں نماز پڑھ لینے تک کی بھی اجازت ہوتی ہے آپ سہارا لے کر مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے آتے ایک دن آپ نماز کے لئے نہ آسکے تو حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ لیکن اتنے میں طبیعت میں کچھ سہولت معلوم ہوئی تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل پڑے مگر کمزوری کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے چلے جاتے تھے۔ دنیا میں خوشنودی اور توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹی جاتی ہیں عربوں میں بھی یہی رواج تھا مگر آپ کو خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر اتنا پسند تھا کہ اس غرض کے لئے بھی ذکر الٰہی ہی استعمال کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کسی کام میں مشغول تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے فرمایا ابو بکرؓ نماز پڑھا دیں۔ اتنے میں آپ کام سے فارغ ہو گئے اور فوراً مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب مسجد میں پہنچے تو ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں آگئے ہیں تو بیتاب ہو کر نماز پڑھنے والوں نے تالیاں پیٹنی شروع کر دیں۔ جس سے ایک طرف تو یہ بتانا مقصود تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آنے سے ان کے دل بے انتہا خوش ہو گئے ہیں اور دوسری طرف ابو بکرؓ کو توجہ دلانا مطلوب تھا کہ اب آپ کی امامت ختم ہوئی۔ اب رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ پیچھے ہٹ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے امام کی جگہ چھوڑ دی۔ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابو بکر! جب میں نے تم کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا تو تم پیچھے کیوں ہٹ گئے۔ ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ' اللہ کے رسول کی موجودگی میں ابو قحافہ کا بیٹا کیا حیثیت رکھتا تھا کہ نماز پڑھائے۔ پھر آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تالیاں پیٹنے سے تمہاری کیا غرض تھی۔ خدا کے ذکر کے وقت میں تالیوں کا پیٹنا تو نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ جب نماز کے وقت کوئی ایسی بات ہو کہ اس کی طرف توجہ پھرانی ضروری ہو' تو بجائے تالیاں پیٹنے کے خدا کا نام بلند آواز سے لیا کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو خود بخود دوسروں کی توجہ اس واقعہ کی طرف پھر جائے گی۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ تکلف کی عبادت بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھر میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رسی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت زینب کی رسی ہے جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اسی رسی کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا

نہیں کرنا چاہئے یہ رسی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اتنی دیر عبادت کیا کرے جب تک اس کے دل میں بشاشت رہے۔ جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ اس قسم کی تکلف والی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

شرک سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت جبکہ آپ جان کندن کی تکلیف میں مبتلا تھے آپ کبھی دائیں کروٹ لیٹتے اور کبھی بائیں کروٹ لیٹتے اور یہ فرماتے جاتے خدا ان یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا ہے۔ یعنی وہ نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور ان سے دعائیں کرتے ہیں آپ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا ہی فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہو گی بلکہ میں اس سے کلی طور پر بیزار ہوں گا۔ خدا تعالیٰ کے لئے آپ کی غیرت کا ذکر آپ کی زندگی کے تاریخی واقعات میں آچکا ہے۔ جب مکہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے ہر قسم کی رشوتیں پیش کیں۔ تا آپ بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیں۔ اور آپ کے چچا ابو طالب نے بھی اس امر کی سفارش کی اور کہا کہ اگر تم نے اتنی بات بھی نہ مانی تو میری قوم اگر میں نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا تو مجھے بھی چھوڑ دے گی۔ تو آپ نے فرمایا اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدائے واحد کی توحید کو پھیلانے سے نہیں رک سکتا۔ اسی طرح احد کے موقعہ پر جب مسلمان زخمی اور پراگندہ حالت میں ایک پہاڑی کے نیچے کھڑے تھے اور دشمن اپنے سارے سازوسامان کے ساتھ اس خوشی میں نعرے لگا رہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کی طاقت کو توڑ دیا ہے۔ جب ابو سفیان نے کہا **اعل هبل اعل هبل** ..... ہبل کی شان بلند ہو، یعنی ہبل کی شان بلند ہو۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو جو دشمن کی نظروں سے چھپے کھڑے تھے اور اس چھپنے ہی میں ان کی خیر تھی حکم دیا کہ جواب دو **الله اعلى و اجل۔ الله اعلى و اجل** اللہ ہی سب سے بلند اور جلال والا ہے۔ اللہ ہی غلبہ اور جلال رکھتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ کے لئے جو غیرت تھی اس کی ایک اور عظیم الشان مثال بھی آپ کی زندگی میں ملتی ہے۔ اسلام سے پہلے عام طور پر مختلف مذاہب میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ انبیاء کی خوشی اور غم پر زمین اور آسمان پر تغیر ظاہر ہوتے ہیں اور اجرام فلکی ان کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ کسی نبی کے متعلق یہ آتا تھا کہ اس نے سورج کو کہا ٹھہر جا اور وہ ٹھہر گیا۔ کسی کے متعلق یہ آتا تھا کہ اس نے چاند کی گردش کو روک دیا۔ اور کسی کے متعلق آتا تھا کہ اس نے پانی کے بہاؤ کو بند کر دیا۔ مگر اسلام نے اس قسم کے خیالات کی غلطی کو ظاہر کیا اور یہ بتایا کہ درحقیقت یہ اشارے ہیں جن سے لوگ بجائے فائدہ اٹھانے کے الٹا غلطیوں اور وہموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن باوجود ان تشریحات کے کچھ لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے خیالات کا اثر باقی رہ گیا تھا۔ جب رسول کریم ﷺ کی آخری عمر میں آپ کے اکلوتے صاحبزادے ابراہیم اڑھائی سال کی عمر میں فوت ہوئے تو اتفاقاً اس دن سورج کو بھی گرہن لگ گیا۔ اس وقت چند ایسے ہی لوگوں نے مدینہ میں یہ مشہور کر دیا کہ دیکھو رسول کریم ﷺ کے بیٹے کی وفات پر سورج تاریک ہو گیا ہے۔ جب رسول

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مقدمہ اقدام قتل

باعزت بریت اور آسمانی تائید و نصرت

۷ / اگست ۱۸۹۷ء تا ۲۳/ اگست ۱۸۹۷ء

(سلسلہ کے لئے دیکھیں شمارہ اگست ۱۹۹۷ء)

تحریر مرزا خلیل احمد قمر

جنگ مقدس کے مباہلہ کے اثرات عیسائیوں پر:۔

امرتسر مشن کے روح رواں اور عیسائی آنریری مشنری پادری رائٹ ہاول عین جوانی میں اس جہان سے کوچ کر گئے ان کی موت سے پادریوں کو سخت صدمہ پہنچا اور انہوں نے ماتمی کپڑے پہن لئے اور ایک پادری کی زبان سے گرجے میں تقریر کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی نکل گئے کہ آج رات خدا کے غضب کی لاٹھی بے وقت ہم پر چلی اور اس کی خفیہ تلوار نے بے خبری میں ہم کو قتل کیا اس کے علاوہ جنڈیالہ میں جہاں مباحثہ کی بنیاد پڑی تھی۔ ڈاکٹر یوحنا صاحب جو مباحثہ کی طباعت کے منتظم تھے اور اپنی خدمات کے باعث عیسائیوں میں ایک رکن اعلیٰ متصور ہوتے تھے اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ رہے عیسائی مناظر عبداللہ آتھم صاحب' سو خدائی تلوار پورے پندرہ مہینے ان کی آنکھوں کے سامنے ایسے عجیب رنگ میں موجود رہی کہ جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا.......... وہ چاہتے تو چارہ جوئی کر کے سرکاری طور پر اپنے حریف سے باضابطہ مچلکہ لکھوا سکتے تھے۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اور دوسرے عیسائیوں نے انہیں بار بار اس طرف توجہ بھی دلائی مگر ان کا دل جانتا تھا کہ وہ سانپوں اور نیزے والوں کے ان نظاروں میں کسی انسان کا کوئی دخل نہیں ہے اس لئے انہوں نے اس کے جواب میں دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے۔ (ملخص تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۳۱۹ تا ۳۲۱)

آتھم صاحب قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوئے اور ابھی ایک سال کی مدت سے سات ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ بالآخر ۲۷۔ جولائی ۱۸۹۶ء کو موت کے شکنجہ میں آکر اپنے انجام کو پہنچے۔

ڈاکٹر مارٹن کلارک اور دیگر تمام پادریوں کو مباہلہ کا چیلنج

انجام آتھم کے آخر میں آپ نے تمام پادریوں کو اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کیلئے مباہلہ کے واسطے چیلنج دیا۔ اس چیلنج میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک پادری عماد الدین' پادری حسام الدین' پادری ٹھاکر داس' صفدر علی بھنڈارہ' ٹامس ہاول' فتح مسیح بشرطیکہ منظوری دیگراں کو تو نام لیکر بلایا لیکن علاوہ ان کے تمام دنیا کے پادریوں کو مباہلہ کیلئے دعوت دی۔

"اور میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کیلئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اول درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے اپنی عمر درازی کا تمام بندوبست کر لے گا۔ یقیناً ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب ضرور ہماری درخواست قبول کرلیں گے کیونکہ انہیں یسوع ابن مریم کے خدا بنانے کا بہت شوق ہے اور سخت نامردی ہوگی کہ اب وہ اس وقت بھاگ جائیں اور اگر وہ بھاگ جائیں تو پادری عماد الدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں جنہوں نے ابن مریم کو خدا بنانے کیلئے ہر ایک انسانی چالاکی کو استعمال کیا اور آفتاب پر تھوکا ہے اور اگر وہ بھی اس خوف سے بھاگ گئے کہ خدا کا ویل ضرور انہیں کھاجائے گا تو حسام الدین یا صفدر علی یا ٹھاکر داس یا طامس ہاول اور بالاخر فتح مسیح اس میدان میں آئے۔ یا کوئی اور پادری صاحب نکلیں اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا اور صرف شیطانی عذر بہانہ سے کام لیا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر مہر لگ جائے گی اور پھر خدا اپنے طور سے جھوٹ کی بیخ کنی کرے گا یاد رکھو کہ ضرور کرے گا کیونکہ وقت آگیا۔"

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴)

آپ نے کتاب بمعہ اس دعوت مباہلہ کے حتی المقدور ایک ایک پادری کے نام پنجاب و ہندوستان میں بھیجی مگر پادریوں نے اپنے جھوٹے ہونے پر مہر لگوانا پسند کیا لیکن مباہلہ کیلئے مقابلے پر آنے کی جرات نہ کی۔ زبان کی چالاکی اور شوخ کلامی سے ناحق کے اعتراضات کرنا اور بات ہے اور خدا کے سامنے کھڑے ہو کر حق و باطل میں فیصلہ چاہنا اور بات اہل باطل کبھی اس فیصلہ کیلئے اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر کلارک جنگ مقدس میں ذلت آمیز شکست کھانے اور اپنے بیگانوں کی تنقید کا نشانہ بنا رہا اور حضرت مسیح موعودؑ کے بار بار مباہلہ کے چیلنج پر میدان میں نہ نکلا مگر اندر ہی اندر شکست و ذلت اور انتقام کی آگ میں کھولتا رہا۔ اور حضرت اقدس سے اپنی ذلت اور شکست کا انتقام لینے میں موقعہ کی تاک میں رہا۔

مخالفین کے مکر کے بارہ میں پیشگوئی :-

حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً مخالفین کے مکر و فریب سے بھی مطلع فرما دیا تھا آپ فرماتے ہیں:-

"یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین الخ یعنی عیسائی مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا کا مکر غالب آئے گا اور وہ اپنے مکر سے ایک فتنہ پیدا کریں گے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱ اور اس فتنہ کی جزو فتنہ بھی ہے جو ڈاکٹر مارٹن کلارک سے ظہور میں آیا جو مجھ کو اقدام قتل کا مرتکب قرار دیا۔ غرض براہین احمدیہ میں فتنہ آتھم اور کلارک کے متعلق یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جو صاف طور پر سمجھ میں آتی ہے۔" (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۴)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر مقدمہ اقدام قتل

عیسائیت کے مذہب پر حضرت اقدس کی طرف سے جو حملے ہو رہے تھے ان کے عقائد باطلہ کا سر کچلنے کیلئے جو شب و

روز حربے آپ کی طرف سے چل رہے تھے انہوں نے عیسائیوں کو زچ کر رکھا تھا۔ اس پر پادری عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی۔ اور انجام آتھم جیسی زبردست تصنیف اور پادریوں کو مباہلہ کی دعوت۔ اشتہار کسر صلیب میں لعنت کے مفہوم پر روشنی۔ ان متواتر حملوں کی تاب نہ لا کر آخر عیسائی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے۔ لیکھرام ابھی تازہ تازہ قتل ہوا تھا۔ عیسائیوں اور پادریوں نے جھوٹا پراپیگنڈا کیا کہ نعوذ باللہ آپ نے لیکھرام کو قتل کروایا ہے۔ آپ کے گھر کی تلاشی ہوئی اس میں انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بعض پادریوں نے سوچا کوئی ایسی چال چلی جائے جس سے مرزا صاحب سے جان چھوٹے۔ کیوں نہ آپ پر اقدام قتل کا کوئی ایسا مقدمہ بنایا جائے جس سے مرزا کے بچنے کی کوئی صورت ہی پیدا نہ ہو سکے۔ جنگ مقدس سے لیکر انجام آتھم تک ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو بار بار مباہلہ کی دعوت سے ڈاکٹر کلارک بھی زچ ہو چکا تھا۔ جس کی تفصیل آچکی ہے اور وہ حضرت اقدس پر حملہ کرنے کے موقعہ کی انتظار میں تھا۔

عبدالحمید کا عیسائیوں کے ہاتھ آنا:۔

حضرت مولوی برہان الدین جہلمی......... کا بھتیجا عبدالحمید جو بہت آوارہ اور بدمعاش اور مختلف مذاہب بدلتا ہوا مئی ۱۸۹۷ء میں قادیان آ پہنچا۔ حضرت مولوی نور الدین (خلیفہ المسیح الاول.....) سے مل کر کہنے لگا میں مولوی برہان الدین کا بھتیجا ہوں مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرا دو۔ "حضرت اقدس نے فرمایا ایسے مشتبہ اشخاص کی نسبت جب تک اچھی طرح تسلی نہ ہو جائے کہ یہ مخلص ہیں میں بیعت نہیں لینا چاہتا" اس پر وہ چلا گیا۔ چند دنوں بعد دوبارہ قادیان آگیا۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب قادیان آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا یہ بہت برا آدمی ہے آپ خطا کھائیں گے اسے قادیان سے نکلوا دو۔ حضرت اقدس کو پتہ لگا تو آپ نے قادیان سے نکال دیا۔ قادیان سے نکل کر وہ امرتسر پہنچا اور نور الدین عیسائی واعظ کے ہاں جا پہنچا اور کہنے لگا کہ بٹالہ کا ہندو تھا مرزا قادیانی نے مسلمان کر کے میرا نام عبدالحمید رکھا تھا۔ اب میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنی اصلیت چھپائی کہ وہ عیسائی تھا اور گجرات مشن سے نکالا گیا تھا۔ نور الدین مسیحی نے اس کو پادری گرے کے پاس بھجوا دیا وہاں بیان دیا میں ہندو تھا میرا نام رلیا رام تھا۔ مسلمان ہو کر مرزا قادیانی کے پاس رہا ہوں اب میرا نام عبدالحمید ہے میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ پادری گرے نے کہا ہفتہ میں دو بار میرے پاس آیا کرو۔ عبدالحمید نے کہا میرا گزارہ کیسے ہوگا پادری گرے تاڑ گیا یہ آوارہ آدمی ہے جو لالچ کی خاطر آیا ہے۔ عبدالحمید یہاں سے مایوس ہو کر نور الدین مسیحی واعظ کے پاس پہنچا اس نے عبدالحمید کو ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا پتہ دیا۔ چنانچہ ’e'ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پاس چلا گیا۔ ڈاکٹر کلارک نے اسے اپنے ماتحتوں عبدالرحیم وغیرہ کے سپرد کر دیا جب اس نے یہ سنا کہ یہ قادیان سے آیا ہے مرزا صاحب کا مرید ہے تو اس کی اور دوسرے عیسائیوں کی دلی مراد بر آئی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ جس کے وہ منتظر تھے کہ وہ منصوبہ جو حضرت مرزا صاحب کو پھنسانے کیلئے سوچا ہوا تھا اس کو عمل میں لایا جائے۔ وہ عبدالحمید کو مختلف جگہوں پر لئے پھرے اور اس پر دباؤ ڈالتے رہے اور فوٹو لیتے رہے۔ اگر تم نے ہماری حسب منشا بیان نہ دیا تو تو یقیناً پھنس جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب کے ماتحت لمحہ بہ لمحہ کی رپورٹ دیتے رہے۔ اسی ڈر اور خوف سے عبدالحمید نے ان کے حسب منشاء تحریر لکھ دی۔ (یہ امر قابل توجہ ہے کہ

عبدالحمید نامی ۱۸ سال کا کمزور نحیف اور سوزاک کا مارا ہوا نوجوان تھا جب کہ ڈاکٹر کلارک ۴۰۔۴۵ سال کا مضبوط گٹھے ہوئے جسم کا تھا یہ سوال عدالت میں بھی ہوا تھا کہ یہ کمزور لڑکا آپ پر کیسے قابو پا سکتا ہے)

"منکہ عبدالحمید ولد سلطان محمود سکنہ جہلم کا ہوں حال وارد بیاس جو کہ میں موضع قادیان میں سے مرزا صاحب غلام احمد قادیان سے روانہ کیا گیا تھا کہ تم ڈاکٹر کلارک صاحب کا نقیصان (مطابق اصل۔ ناقل) کر دیں یعنی مار ڈالنا اور مجھ کو اس کام کے واسطے میں چلا آیا ہوں۔ یہ قادیان میں زبانی غسل خانہ میں کہی"

پہلے اس نے فقط اتنا لکھا تھا کہ تم ڈاکٹر کلارک صاحب کا نقصان کرو مگر مار ڈالنا کا لفظ اس نے نہیں لکھا تھا۔ چنانچہ اس نے اس تحریر کی دوبارہ نقل کی اور اس میں نقصان کر دیں یعنی مار ڈالنا لکھ دیا جب وہ لکھ چکا تو وہ سب عیسائی بولے ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں ہماری مراد پوری ہو گئی آٹھ پادریوں نے اس پر دستخط کئے۔"

ڈاکٹر کلارک نے امرتسر آکر ڈپٹی کمشنر اے۔ ای۔ مارٹینو صاحب کی عدالت میں حضرت اقدس پر اقدام قتل کی نالش کر دی۔ یکم اگست ۱۸۹۷ء کو عبدالحمید سے عدالت میں بیان دلوایا کہ میں مرزا قادیانی کے کہنے پر ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک کو ایک بڑے پتھر سے قتل کرنے آیا تھا۔ اس کے بعد ہنری مارٹن کلارک صاحب کا بیان ہوا۔

اس (عبدالحمید) سے پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اسے مرزا غلام احمد نے میرے قتل کیلئے بھیجا ہے وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور چیز سے پھوڑے اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے ہیں۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا بڑا اثر رسوخ تھا۔ انگریز گورنمنٹ میں پادری اور یورپین مجسٹریٹ نتیجہ یہ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ اے ای مارٹینو نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حضرت اقدس کے نام یکم اگست ۱۸۹۷ء کو وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا۔

وارنٹ گرفتاری کی خوشی میں امرتسر میں عیسائیوں اور آریوں اور مخالف مولویوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جل گئے۔ مخالفوں نے وارنٹ گرفتاری کی خوب تشہیر کی۔ جو اسی دن حضرت اقدس کے مخالف مسلمان مولوی عیسائی پادری اور آریہ امرتسر کی عدالت کے اردگرد اس منظر کے منتظر تھے کہ حضرت اقدس گرفتار' ہاتھ میں ہتھکڑی اور ذلیل جگہ جوتوں پر بیٹھا دیکھیں گے اور وہ اس نظارے سے اپنا دل ٹھنڈا کریں گے مگر وہ وارنٹ جو حضرت اقدس کے نام نکلا تھا اسے زمین کھا گئی یا آسمان' پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔ وارنٹ کے ایک ہفتہ بعد ڈپٹی کمشنر امرتسر کو خیال آیا وہ تو اس مقدمہ کے وارنٹ جاری کرنے کا اختیار نہیں رکھتے ملزم تو دوسرے ضلع کا ہے اس پر اس نے ۷۔ اگست ۱۸۹۷ء کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو تار دی کہ اس وارنٹ کو جو میں نے بھیجا ہے روک لو۔ گورداسپور میں کوئی وارنٹ پہنچا ہوتا تو وہ روکتے۔ اس طرح ڈپٹی کمشنر امرتسر نے وہ مقدمہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس بھجواتے ہوئے لکھا۔

میں نے وارنٹ کا اجرا روک دیا ہے کیونکہ یہ مقدمہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔........ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے پاس کاروائی کیلئے بھیجا جاوے۔ دستخط۔ اے ای مارٹینو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر ۷ اگست ۱۸۹۷ء

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کی اطلاع ۲۹ جولائی ۱۸۹۱ء کو بذریعہ رویا دے دی تھی۔

مقدمہ منتقل ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کپتان ڈگلس کی عدالت میں آگیا۔ یہاں سے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کے بجائے اس نے ۹۔ اگست کو سمن جاری کیا کہ "۱۰۔ اگست کو اصالتاً یا بذریعہ مختار ذی اختیار یا جیسا موقعہ ہو بمقام بٹالہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حاضر ہوں اور اس باب میں تاکید جانو۔" دستخط مجسٹریٹ ضلع گورداسپور"

بٹالہ میں پیشی اور حضرت اقدس کا اطمینان:۔

۱۰۔ اگست کو بٹالہ میں پیشی تھی حضور یکوں پر بٹالہ تشریف لے گئے بہت سے احباب استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے۔ "آپ جماعت کو دیکھ کو دور ہی سے یکوں سے اتر آئے نہایت ہشاش بشاش خراماں خراماں آکر جماعت کے افراد سے مصافحہ کیا آپ کے چہرہ پر تبسم کھیل رہا تھا۔ گویا کسی قسم کی فکر نہیں اور آپ تفریحاً آئے ہیں اور وہاں سے پیدل ہی چلے آئے خدام نے سوار ہونے کے لئے عرض کیا تو فرمایا اب تک سوار ہی آئے ہیں اب سب کے ساتھ پیدل چلیں گے اور سب کے ساتھ سیر ہو جائے گی۔ راستہ میں مقدمہ کا ذکر آیا تو فرمایا ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے خبر دیدی تھی اور ہم تو اس تائید اور نصرت کا انتظار ہی کر رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے آغاز پر ہم خوش ہیں اور اس کے انجام بخیر ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔" ذکر آیا کہ عیسائیوں کے ساتھ آریہ بھی مل گئے ہیں اور مولوی محمد حسین بھی ان کے ساتھ ہے فرمایا:۔

"ہمارے ساتھ خدا ہے جو ان کے ساتھ نہیں۔ اللہ نے اپنے فیصلہ سے ہم کو واقف کر دیا ہے اور ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ وہی ہو گا اگر ساری دنیا بھی اس مقدمہ میں ہمارے خلاف ہو تو مجھے ایک ذرہ کے برابر بھی پرواہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بشارت کے بعد اس کا وہم بھی کرنا میں گناہ سمجھتا ہوں۔" (حیات احمد عہد جدید جلد دوم صفحہ ۵۹۷)

پہلے دن ۱۰۔ اگست کو فقط ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا بیان ہوا۔ جو بہت طویل تھا۔ البتہ اسلام پر حملے اور حضرت اقدس پر جھوٹے بیانات اور حملے بھی شامل کر دیے۔ اور حضرت اقدس کو انگریزی گورنمنٹ کیلئے خطرناک ہونے پر زور دیا۔ ۱۲۔ اگست کو ڈاکٹر صاحب کا ہی بیان اور اس پر جرح تھی۔ ۱۳۔ اگست کو ڈاکٹر صاحب کے بیان کا نتیجہ بیان ہوا۔ اس کے بعد حضرت اقدس کا بیان تھا۔ آپ نے بیان میں فرمایا کہ ہم نے خاص طور پر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی موت کی کوئی پیشگوئی نہیں کی۔

۱۳۔ اگست کو عبدالحمید کا بیان ہوا اس کا بیان وہی تھا جو اس نے امرتسر میں دیا تھا۔ البتہ تفصیلات اور تشریحات زیادہ تھیں۔ عبدالحمید کی درخواست پر اسے بغرض حفاظت ڈاکٹر کلارک کے پاس رہنے کی اجازت عدالت نے دے دی۔ اگلی پیشی پر عبدالحمید کے بیان میں دوسرے بیان سے بھی زیادہ تفصیل تھی جس میں مستری قطب الدین کا بھی ذکر تھا۔

بیان گواہان استغاثہ:۔ گواہان استغاثہ میں عبد الرحیم عیسائی کا بیان ہوا۔ اس کے بعد پریم داس عیسائی کا بیان ہوا۔ دونوں نے مارٹن کلارک والی گھڑی ہوئی کہانی دوہرائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا نور الدین (خلیفہ المسیح الاول......) کی گواہی ہوئی اور شیخ رحمت اللہ ساکن گجرات کا بیان ہوا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی:۔ مولوی محمد حسین بٹالوی عیسائیوں کی طرف سے گواہ بن کے آیا تھا۔ جب وہ کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"وہ اپنے دل میں اس روز میری ذلت اور بے عزتی کے بہت تصورات باندھے ہوئے تھا اور گویا اس وقت میری ذلت مشہور کرنے کے بارے میں اپنے دل میں اشاعۃ السنہ کے کئی ورق لکھ رہا تھا۔ کہ خدا نے وہ ذلت اٹھا کر اس کے سر پر ماری اور میرے روبرو اور میرے دوستوں کے روبرو کرسی مانگنے پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایسی سخت تین جھڑکیاں اس کو دیں کہ اس کو مار گئیں۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ میری ذلت دیکھنے آیا تھا اور اپنی ذلت اس کو پیش آئی اور پھر اندر سے جھڑکیاں کھا کر باہر آیا جہاں اردلی کھڑے ہوتے ہیں اور اندر کے معاملہ کی پردہ پوشی کیلئے ایک کرسی پر جو باہر کے کمرہ میں تھی بیٹھ گیا اور اردلیوں کو معلوم تھا کہ اس شخص کو کرسی نہیں ملی بلکہ کرسی کی درخواست پر اس نے جھڑکیاں کھائیں اس لئے انہوں نے کرسی پر سے اس کو جھڑک کر اٹھا دیا پھر اس طرف سے پولیس کے کمرہ کی طرف آیا اور اتفاقاً ایک اور کرسی باہر کے کمرے میں بچھی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گیا تب کپتان صاحب کی نظر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹیبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ کرسی پر سے اٹھایا گیا اس وقت غالباً ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ اس کی اس ذلت کو دیکھتے ہوں گے۔ لوگوں نے یقین کر لیا کہ جھوٹے مقدمہ میں اس نے پادری کی گواہی دی ہے اس لئے یہ سزا ملی۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۲)

پھر مولوی صاحب موصوف ایک بچھے ہوئے کپڑے پر جا بیٹھے انہوں نے یہ کہہ کر کپڑا کھینچ لیا کہ مسلمان ہو کر سرغنہ کہلا کر اور پھر اس طرح جھوٹ بولا بس ہمارے کپڑے کو ناپاک نہ کیجئے۔ اب مولوی نور الدین صاحب نے اٹھ کر مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ ہمارے پاس بیٹھ جائیں۔ ہر ایک چیز کی حد ہونی چاہئے"

(بیان غلام حیدر صاحب ریڈر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور حیات احمد عہد جدید جلد دوم صفحہ ۶۰۱)

حضرت اقدس کا یہ الہام انی مھین من اراد اھانتک کہ میں اسے ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا خواہاں ہے نہایت صفائی سے پورا ہوا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی ایسی لغو اور بے سروپا تھی کہ عدالت نے بیان کو درمیان میں روک دیا کہ گواہ کی مرزا صاحب سے صریح طور پر عداوت معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کی گواہی اور زیادہ لینے کی ضرورت نہیں۔

مجسٹریٹ کے دل پر خدائی تصرف:۔

راجہ غلام حیدر صاحب ریڈر کا بیان ہے کہ "بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو ڈپٹی کمشنر صاحب پلیٹ فارم کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بے تابانہ طور پر ٹہل رہے تھے میں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر جرات سے پوچھا کہ اس وقت آپ بہت متفکر معلوم ہوتے ہیں تو صاحب بہادر نے فرمایا۔ "ہم اس مقدمہ میں بہت سرگرداں ہیں ہم جس طرف نگاہ کرتے ہیں ہم کو مرزا صاحب نظر آتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ انصاف جو تمہاری قوم کا خاصہ ہے اس کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا" علاوہ ازیں ہمیں اس مقدمہ میں عداوت اور خصومت کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔" چنانچہ راجہ صاحب کے کہنے پر صاحب بہادر نے عبدالحمید کو ڈاکٹر کلارک کی تحویل سے لے کر پولیس کی تحویل میں دے دیا۔ چنانچہ سپرنٹنڈنٹ پولیس لیمار چنڈ صاحب نے عبدالحمید سے پوچھ گچھ کی۔ جس پر عبدالحمید نے بالکل نیا بیان دیا جس میں اس نے کہا کہ اس نے پہلا بیان ان لوگوں کے کہنے پر دیا تھا۔ جو بیان اب لکھایا یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ پہلا بیان خوف اور ترغیب کے ماتحت میں نے لکھایا تھا میں نے جو بیان اب لکھایا خود بخود اپنی مرضی سے لکھوایا ہے کسی کی ترغیب یا تحریص سے نہیں لکھوایا۔ اس مقدمہ میں عیسائیوں کی طرف سے آریہ وکیل پنڈت رام بھجدت پیش ہوئے تھے جنہوں نے صرف اس وجوہ سے کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کا کوئی بھی سراغ مل جائے اپنی خدمات مفت پیش کیں تھیں اس کا اعتراف ہنری مارٹن کلارک نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا ہم لوگ ایک شخص کے بارے میں جو سب کا دشمن ہے مل کر کارروائی کرتے ہیں۔

حضرت اقدس کی بریت:۔

۲۰۔ اگست کو جب عبدالحمید نے سرکاری گواہ کے طور پر عدالت میں اصل بیان پڑھا تو پادریوں اور ان کے لگے بندھوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پادری مارٹن کلارک نے اپنے آخری بیان میں اپنی معصومیت کا اظہار کرنے کیلئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن اب راز کھل چکا تھا۔ لہٰذا ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کو مسٹر ولیم مانٹینگو ڈگلس نے حضرت اقدس کو بالکل بری کر دیا اور اپنے فیصلہ میں اس واقعہ کی پوری تفصیل دیتے ہوئے لکھا کہ:۔

"جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کا تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کیلئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔"

یوں دوسری جنگ مقدس جو ۷۔ اگست ۱۸۹۳ء کو شروع ہوئی تھی ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کو اپنے اختتام کو پہنچی اس میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک

مقدمہ کی جنگ احزاب سے تشبیہ :۔

حضرت اقدس نے اس مقدمہ قتل کو جنگ احزاب سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ خدا تعالیٰ کا ایک بھاری نشان ہے کہ باوجودیکہ قوموں نے میرے ذلیل کرنے کیلئے اتفاق کر لیا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب ایڈووکیٹ موحدین تھے اور ہندوؤں کی طرف سے لالہ رام بھجدت صاحب وکیل تھے اور عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب تھے اور جنگ احزاب کی طرح بالاتفاق ان قوموں نے میرے پر چڑھائی کی۔" (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۸)

حضرت اقدس علیہ السلام کا حسن اخلاق:۔

اس مقدمہ میں حضرت اقدس ؑ کے حسن اخلاق کے دو اہم واقعات درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔ پھر عین کچہری میں ڈگلس صاحب نے ہنستے ہوئے حضور کو مبارکباد پیش کی اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں اگر چاہتے ہیں تو آپ کا حق ہے۔ حضرت اقدس نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ خدا کے اولوالعزم پیغمبروں کی زبان سے نکل سکتا ہے حضور نے فرمایا۔

"میں کسی پر مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔"

(۲)۔ جناب راجہ غلام حیدر صاحب جو ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے ریڈر تھے اور احمدی نہیں تھے نے بیان کیا۔

مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب نے جس قدر الزامات کسی شخص کی نسبت لگائے جاسکتے تھے مرزا صاحب پر لگائے۔ لیکن جب مولوی فضل الدین صاحب وکیل حضرت مرزا صاحب نے جرح میں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے معافی مانگ کر اس قسم کا سوال کیا جس سے ان کی شرافت یا کیریکٹر پر دھبہ لگتا تھا کو حاضرین نے متعجبانہ طور پر دیکھا کہ جناب مرزا صاحب اپنی کرسی سے اٹھے اور مولوی فضل الدین صاحب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ "میری طرف سے اس قسم کا سوال کرنے کی نہ تو ہدایت ہے اور نہ اجازت ہے۔" (مجدد اعظم جلد اول از ڈاکٹر بشارت احمد)

مولوی فضل الدین صاحب وکیل کے تاثرات:۔

لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر ہندوستان نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی......... کے سامنے بیان کیا کہ:۔

"اتفاق سے مرزا صاحب کا ذکر آگیا ایک شخص نے ان کی مخالفت شروع کی لیکن ایسے رنگ میں کہ وہ شرافت و اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی۔ مولوی فضل الدین مرحوم کو یہ سن کر بہت جوش آگیا انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ ان کے دعاوی پر میرا یقین نہیں اس کی وجہ خواہ کچھ ہو لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں۔....... میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب کو ہی دیکھا ہے جنہوں

نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا میں ان کے ایک مقدمہ میں وکیل تھا۔ اس مقدمہ میں میں نے ان کیلئے ایک قانونی بیان تجویز کیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے اسے پڑھ کر کہا اس میں تو جھوٹ ہے۔ میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے وہ بیان کرے اس پر آپ نے فرمایا۔

" قانون نے تو اسے اجازت دیدی ہے کہ جو چاہے بیان کرے مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے اور نہ قانون ہی کا یہ منشا ہے پس میں کبھی ایسے بیان کیلئے آمادہ نہیں ہوں جس میں واقعات کے خلاف ہو میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔"

مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کیلئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا خواہ کچھ بھی ہو...... یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا جلال اور جوش تھا لیکن میں نے سن کر کہا کہ پھر آپ کو میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے کبھی بھی وہم نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے فائدہ ہو گا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہو گا اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت مجھے تباہ کر سکتی ہے میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے اور میں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیانتدار ہیں اس لئے آپ کو مقرر کر لیا ہے۔"

(حیات احمد عہد جدید جلد دوم صفحہ ۶۰۴)

غرض اس دوسری جنگ مقدس میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو فتح مبین ہوئی۔ جو بہت سے پہلو اپنے اندر لئے ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی سات مماثلتیں بیان فرمائیں جو کتاب البریہ میں صفحہ ۴۴-۴۵ پر درج ہیں علاوہ بریں اس مقدمہ کے تفصیلی حالات بیانات وغیرہ کو کتاب البریہ میں حضرت اقدس نے جمع کر دیا جو ازدیاد ایمان کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر اپنے بندے کی غیبی امداد فرمائی ہے۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

حضرت امام مالک بن انسؒ

تحریر:۔ چوہدری ظفراللہ خان طاہر استاذ الجامعہ

نام ونسب وخاندانی کوائف :۔

آپ کا نام مالک بن انس الاصبحی ہے۔ آپ یمن کے شاہی خاندان حمیر کی شاخ "اصبح" سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی نسبت سے الاصبحی کہلاتے ہیں۔ والدہ کا نام العالیہ ہے۔ حضرت امام مالک کے دادا مالک بن ابی عامر نے والی یمن کے ظلم سے تنگ آکر اپنے آبائی وطن یمن کو خیرباد کہا اور حجاز میں آکر سکونت اختیار کرلی۔ آپ کے پردادا ابو عامر نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت امام مالکؒ کا گھرانا نسلاً قریشی تھا۔ آپ کے والد انس اپاہج تھے اور ان کا ذریعہ معاش تیر سازی تھا۔ حضرت امام مالکؒ کے دادا ابو انس مالک بن ابی عامر کی علمیّت اور دینی خدمات مسلّمہ ہیں۔ وہ ابتدائی تابعین میں شمار ہوتے تھے وہ ان بزرگوں میں سے تھے۔ جو حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں قرآن مجید لکھتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے شہید کردیا تو ان کی تجہیز و تکفین اور تدفین کرنیوالے ابو انس مالک بھی تھے۔ حضرت امام مالکؒ کی ولادت ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت :۔

حضرت امام مالکؒ نے پہلے ایک مکتب میں علقمہ بن ابی علقمہ سے عربی، نحو اور علم عروض کی تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد تجوید میں کمال حاصل کیا۔ آپ نے علوم دینیہ میں سے فقہ کی شاخ کا انتخاب کیا۔ امام مالکؒ نے نافع بن نعیم ابو عبدالرحمان (م ۱۶۹ھ) سے جو کہ قرأت میں اہل مدینہ کے امام تھے قرأت سیکھی۔ فقہ اور حدیث کے علوم ربیعہ المدنی اور ابن ہرمز ابوبکر عبداللہ بن یزید الاصم سے سیکھے۔ آپ کے اساتذہ میں نافع بن سرجیس الدیلمی اور امام جعفر صادقؒ کے نام بھی آتے ہیں۔ موطا میں جن شیوخ سے روایت ہے ان کی مجموعی تعداد حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مسوی کے مقدمہ میں پچھتر بتائی ہے۔

امام صاحب کی قوت حافظہ و سلسلہ درس و تدریس :۔

امام مالک فطرتاً قوی الحافظہ تھے خود فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"کوئی چیز میرے خزانہ دماغ میں آکر پھر نہ نکلی۔"

ابو قلابہ کہتے ہیں۔

کان مالک احفظ اهل زمانه (تزئین الممالک صفحہ ۹ مصر)

ایک بار جب استاد ربیعہ کی معیت میں امام زہریؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ امام زہریؒ نے اس دن چالیس سے زیادہ حدیثوں کا املاء کیا۔ دوسرے دن پھر مجلس منعقد ہوئی تو امام مالکؒ اپنے استاد کے ساتھ پھر حاضر ہوئے امام زہریؒ نے کہا۔ کتاب لاؤ میں اس سے بیان کروں کل جو میں نے بیان کیا اس سے تم کو کیا فائدہ ہوا؟ ربیعہ نے کہا اس مجلس میں ایک شخص ہے جو کل کی تمام حدیثیں زبانی سنادے گا۔ امام زہریؒ نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ ربیعہ نے کہا ابن ابی عامر! زہریؒ نے اشارہ کیا کہ سناؤ۔ امام صاحب فرماتے ہیں چالیس حدیثیں میں نے سنائیں۔ زہریؒ نے تعجب سے کہا کہ میرا خیال تھا کہ میرے سوا کسی کو یاد نہیں ہیں۔" (تزئین الممالک صفحہ ۱۲ مصر: سیرت ائمہ اربعہ: صفحہ: ۲۴۲)

فنِ حدیث میں حضرت امام صاحبؒ کے خاص شیخ حضرت نافع مولیٰ ابن عمرؓ تھے۔ حضرت ابن عمرؓ آنحضرت ﷺ کے بعد ساٹھ برس تک حدیث و فقہ کے مرکز رہے۔ حضرت نافع تیس برس تک حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رہے تھے۔ آپ نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ امام مالکؒ تقریباً بارہ برس حضرت نافع کے درس میں رہے۔ حضرت نافع کی وفات کے بعد امام مالکؒ ان کے جانشین ہوئے۔

حضرت امام مالکؒ کے تلامذہ

آپ کے شاگرد مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ چند مشہور شاگرد یہ ہیں۔

☆ مدینہ: عبدالعزیز بن ابی حازم۔ محمد بن ابراہیم بن دینار معن بن عیسی

☆ مصر: عبدالرحمان بن القاسم' عبداللہ بن وھب' اشیب بن عبدالعزیز عبداللہ بن عبدالحکیم

☆ شمالی افریقہ: علی بن زیاد التونسی' عبداللہ بن غانم الافریقی۔

☆ اندلس: ابو محمد یحیٰ بن یحیٰ اللیثی الاندلسی

☆ بصرہ: یحیٰ بن یحیٰ التیمی

☆ آپ کے کچھ تلامذہ ایسے ہیں جنہوں نے کئی علاقوں کا چکر لگایا مثلاً ابو مصعب مطرف بن عبداللہ نے عراق' حجاز اور مدینہ میں اقامت کی۔ اسد بن وات نے حران' تونس' حجاز' عراق میں امامت کی۔

سید رئیس احمد صاحب جعفری نے امام صاحبؒ کے تلامذہ کی تعداد تیرہ سو سے زائد بیان کی ہے۔

(سیرت آئمہ اربعہ صفحہ ۲۵۰)

آپ کے شمائل حسنہ :۔

آپ اپنے فرصت کے اوقات زیادہ تر عبادت اور تلاوت میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی بہن سے کسی نے پوچھا کہ امام مالک گھر میں کیا کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے دو کام ہیں۔ یعنی قرآن مجید کا مطالعہ اور عبادت کرتے ہیں۔

مدینہ سے محبت تھی سوائے سفرحج کے کبھی مدینۃ النبیؐ سے باہر نہ گئے۔ خلیفہ منصور اور محمد کی بغداد آنے کی درخواست یہ کہہ کر رد فرما دی کہ "مالک سے مدینہ چھوٹ نہیں سکتا" مہمان نوازی' استقلال' فیاضی اور حق گوئی آپ کی صفات حمیدہ تھیں۔ مزاج میں نفاست تھی ہمیشہ نفیس پوشاک زیب تن فرماتے تھے اور خوشبو کا استعمال فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے کہ:۔

"خدا نے جس کو نعمت دی ہو اس کے آثار اس پر ظاہر نہ ہوں میں یہ پسند نہیں کرتا۔"

امام صاحبؒ میں حد درجہ انکساری اور احتیاط پائی جاتی تھی۔ آپ سے جب کوئی فتویٰ پوچھا جاتا تو کسی بات کا علم نہ ہونے پر نہایت متانت و کشادہ پیشانی کے ساتھ فرماتے کہ "لَا اَدْرِیْ" میں نہیں جانتا۔ آپ کے شاگرد ابن وہب کہتے ہیں کہ اگر میں امام مالکؒ کی لَا اَدْرِیْ لکھا کرتا تو کتنی تختیاں بھر جاتیں۔" (سیرۃ آئمہ اربعہ صفحہ ۲۶۰)

آپ کا بلند مقام :۔

اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں ہے کہ حضرت امام مالکؒ روایت درایت کے اعتبار سے محدّث ہیں.... آپ ایک جلیل القدر راوی تھے جنہوں نے زیادہ سے زیادہ حدیثیں حاصل کیں لیکن ان احادیث کو بیان کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا۔ ان کا دستور یہ تھا کہ وہ ہر حدیث اور راویت کو پرکھتے اور صرف وہی حدیث روایت کرتے جس کی صحت و سند پر انہیں پورا اعتماد اور وثوق ہوتا....... متقدمین نے امام مالکؒ کی حفظ حدیث کے سلسلہ میں بڑی قدر کی انہیں ثقہ قرار دیا اور ان سے علم حدیث حاصل کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر امام مالکؒ اوزاعیؒ اور شعبہؒ جیسے آئمہ حدیث نہ ہوتے تو لوگ حدیث میں گڑبڑ کر دیتے...... امام مالکؒ کو مسلّمہ اور متفقہ طور پر امام فی الحدیث اور امام فی السنۃ تسلیم کیا جاتا ہے۔ انہیں اقلیم حدیث کا تاجدار (امیر المومنین فی الحدیث) بھی کہا جاتا ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر کو "سلسلۃ الذہب" تصوّر کیا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی یہ سلسلہ اصح الاسانید ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ ہر طالب حدیث کا انحصار امام مالکؒ پر ہے۔ وہ اپنے عہد میں حدیث پر حرف آخر کی حیثیت رکھتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ امام مالکؒ سے زیادہ حدیث و سنت کا جاننے والا کوئی نہیں.......

امام مالکؒ روایت حدیث کے ساتھ درایت کے بھی امام مانے گئے ہیں۔ فقہاء مدینہ میں وہ پہلے بزرگ تھے جنہوں نے رجال کا انتخاب کیا اور غیر ثقہ راویوں سے اعراض کیا۔ علم اسماء الرّجال میں امام کو حجت و سند تسلیم کیا گیا ہے اور ان کی جرح و تعدیل کو دائم اور مستمر قرار دیا گیا ہے۔" (اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۶ تا صفحہ ۳۷۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت امام مالکؒ کے بلند مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"امام مالک کس شان اور مرتبہ کا امام اور خیرالقرون کے زمانہ کا اور کروڑہا آدمی ان کے پیرو ہیں...... ایسا عظیم الشان امام جو تمام آئمہ حدیث سے پہلے ظہور پذیر ہوا اور تمام احادیث نبویہ پر گویا ایک دائرہ کی طرح محیط تھا۔"

(اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۹۴)

امام مالکؒ پر ظلم و استبداد ۔ اور دَورِ ابتلاء :۔

بلاشبہ امام صاحبؒ نہایت عالی مقام پر فائز تھے۔ نیکی اور تقویٰ میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ مگر ابنائے دنیا نے اہل اللہ کے ساتھ جو وطیرہ ہمیشہ اختیار کئے رکھا تھا وہی شیوہ یہاں بھی نظر آتا ہے۔ آپ کی حد درجہ محتاط طبیعت بھی انہیں ناخدائے سلطنت کے مظالم سے بچانہ سکی۔ آپ کے زمانہ کے فرمانرواؤں نے جو اسلام کی طرف ہی منسوب تھے آپ پر جو ظلم کئے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سید رئیس احمد جعفری بیان کرتے ہیں۔

عباسی خلیفہ منصور نے کسی وجہ سے فاطمی و علوی سادات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ ۱۳۵ھ میں نفس زکیہؒ نے مدینہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ اکثر لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ میدان جنگ میں مارے گئے پھر ان کے بھائی ابراہیم اس سرو سامان سے نکلے کہ منصور بدحواس ہو گیا۔ چند مہینوں کے بعد ابراہیم کی شہادت پر جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ منصور نے اپنے عم زاد بھائی جعفر کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

جعفر نے مدینہ پہنچ کر نئے سرے سے لوگوں سے بیعت لی۔ امام مالکؒ کو کہلا بھیجا کہ آئندہ طلاق جبری (مکرہ) کے عدم اعتبار کا فتویٰ نہ دیں کہ لوگوں کو بیعت جبری کی بے اعتباری اور عدم صحت کیلئے سند ہاتھ آئے امام سے ترک حق کی توقع کس قدر بے جا خواہش تھی۔ امام صاحب بدستور معاملہ جبری کے عدم صحت کا فتویٰ دیتے رہے۔ سلیمان نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ ان کو ستر کوڑے مارے جائیں۔ امام دارالھجرۃ کو گنہگاروں کی طرح لایا گیا۔ کپڑے اتارے گئے اور شانہ امامت پر دست ظلم نے ستر کوڑے پورے کیے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہو گئی۔ دو ہاتھ مونڈھے سے اتر گئے اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا کہ اونٹ پر بٹھا کر شہر میں ان کی تشہیر کی جائے۔ امام صاحبؒ بایں حال زار بازاروں اور گلیوں سے گزر رہے تھے اور زبان صداقت نشان با آواز بلند کہہ رہی تھی۔

”جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں۔ فتویٰ دیتا ہوں کہ طلاق جبری درست نہیں۔“

اس کے بعد اسی طرح خون آلود کپڑوں کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ پشت مبارک سے خون صاف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں سے فرمایا کہ سعید بن مسیّب کو جب کوڑے مارے گئے تھے تو انہوں نے بھی مسجد میں آکر نماز پڑھی تھی۔ یہ تعزیر گو تحقیر کیلئے تھی لیکن اس نے امام کی عزت و وقار کو اور بلند کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۷ھ کا ہے۔“

(سیرت ائمہ اربعہ صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱)

دائرۃ المعارف میں حضرت امام مالکؒ کی مشکلات کا تذکرہ یوں ہے۔

”امام مالکؒ کے زمانے میں سیاسی فتنوں نے بھی سر اٹھایا...... چنانچہ مختلف روایات میں مذکور ہے کہ منصور کے گورنر نے جو مدینے میں متعین تھا امام مالکؒ کو پٹوایا۔ اس نوعیت کی سلطنتوں میں اسی قسم کے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ تاریخ

میں علماء کے اس طرح کے بہت سے واقعات مذکور ہیں یہ ان زمانوں کی معمولی بات اور اس دور کے حاکموں کی سیاست تھی۔

امام مالکؒ ...... ابتلاء کیوجہ طلاق المکرہ (جبری طلاق) کا مسئلہ تھا وہ اس طلاق کو جائز قرار نہ دیتے تھے جو بالجبر حاصل کی گئی ہو۔ منصور کے والی مدینہ نے امام مالکؒ کو کوڑے لگوائے۔ انہیں چت لٹا کر شانہ اکھاڑ گیا اور اسی قسم کی دوسری تکلیفیں پہنچائی گئیں جن کا ایک زمانہ میں جا کر اثر معلوم ہوا۔ وہ آہستہ آہستہ درس سے، بیمار پرسی سے، جنازوں کی مشایعت سے، جمعہ و جماعت کی حاضری سے معذور ہوتے گئے۔" (اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۶)

وفات و مدفن :۔ حضرت امام مالکؒ ۱۱ ربیع الاول ۱۷۹ سن ہجری کو فوت ہوئے اور جنت البقیع مدینہ النبی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت امام مالکؒ کا تذکرہ کتب حضرت مسیح موعودؑ میں :۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے امام مالکؒ کے بلند مقام کا تذکرہ متعدد مواقع پر فرمایا ہے۔ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"کتاب مجمع بحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۸۶ جو اس میں حکماً کے لفظ کی شرح میں لکھا ہے۔

ینزل (ای ینزل عیسیٰ) حکماً ای حاکماً بھذہ الشریعۃ لا نبیاً والا کثر ان عیسیٰ لم یمت وقال مالک مات وھو ابن ثلث و ثلثین سنۃ

یعنی عیسیٰ ایسی حالت میں نازل ہوگا جو اس شریعت کے مطابق حکم کرے گا نہ نبی ہو کر اور اکثر کا یہ قول ہے کہ عیسیٰ نہیں مرا اور امام مالکؒ نے کہا ہے کہ **عیسیٰ مر گیا اور وہ تینتیس برس کا تھا جب فوت ہوا۔** اب دیکھو کہ امام مالکؒ کس شان اور مرتبہ کا امام اور خیر القرون کے زمانہ کا اور کروڑہا آدمی ان کے پیرو ہیں۔ جب انہیں کا یہ مذہب ہوا تو گویا یہ کہنا چاہئے کہ کروڑہا عالم فاضل اور متقی اور اہل ولایت جو سچے پیرو حضرت امام صاحب کے تھے ان کا یہی مذہب تھا۔" (اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۹۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام مالکؒ کے اسی عقیدہ کا تذکرہ درج ذیل مقامات پر فرمایا۔

ضیاء الحق روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۰۸، انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۸۶، ۱۳۲، کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۲ حاشیہ اور صفحہ ۳۵۹، ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۸۱، تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۹۲، براہین احمدیہ جلد پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۶۵

موطا امام مالکؒ :۔ حضرت امام مالکؒ کا ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ نے نہایت محنت خلوص اور کوشش کے ساتھ فقہی طرز پر احادیث نبویہ کا ایک مجموعہ تیار فرمایا جو کہ موطا امام مالک کے نام سے

معروف و متداول ہے۔ اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ میں ہے:۔

"انہوں (امام مالک) نے اسے عباسی خلیفہ منصور (۱۳۶ھ ' ۷۵۴ء تا ۱۵۸ھ - ۷۷۵ء) کے فرمان کے تحت شروع کیا اور اس کے آخری زمانہ خلافت تک کتاب کے مسودّہ سے فارغ ہو گئے۔ خلیفہ مہدی (۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ) کے عہد میں وہ مسودّہ روایت اور کتاب کی صورت میں لوگوں میں متداول تھا"۔ (اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد اول صفحہ ۳۷۸)

الموطّا کی وجہ تسمیہ :۔

سید رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں۔

"لفظ موطّا توطیہ کا اسم مفعول ہے جس کے معنی "روندنے" اور کسی چیز پر چلنے کے ہیں۔ موطّا کے لغوی معنی "روندا ہوا" یا "چلا ہوا" کے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مسوّیٰ میں لکھا ہے۔ روندے ہوئے یا چلے ہوئے کے" مجازی معنی یہ ہیں کہ جس پر عام ائمہ اور علماء اور اکابر چلے ہوں اور جس کو ان سب کی رایوں نے روندا اور پامال کیا ہو۔ یعنی سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اس سے اتفاق کیا ہو۔ اس طرح گویا اس کے معنی متفق اور مطابق کے ہیں۔ چونکہ تصنیف کے بعد تمام شیوخ حدیث نے اس سے اتفاق و مطابقت کی اس لئے اس کا نام الموطّا مشہور ہو گیا۔

لیکن میرے نزدیک اس سے زیادہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ موطّا اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ سنت کے معنی بھی راستہ کے ہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر آنحضرت صلعم گزرے موطّا وہ پامال راستہ ہے جس پر آنحضرت صلعم کے بعد تمام صحابہ گزرے۔ غرض موطّا کا لفظ اپنی حقیقت کا آپ مفسر ہے کہ یہ ان مسائل پر مشتمل ہے۔ جن پر صحابہ کا عمل رہا ہے اور جمہور سلف جن پر چلے۔" (سیرت ائمہ اربعہ صفحہ ۲۸۹)

الموطّا کو امام مالکؒ سے ہزار سے زائد اشخاص نے روایت کیا ہے۔ اگرچہ الموطّا کئی طریق سے روایت کی گئی ہے لیکن اس کے متداول نسخے دو ہیں۔

۱۔ پہلا بروایت یحیٰ ابن یحیٰ اللیثی الاندلسی

۲۔ دوسرا بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانی

یہ دونوں نسخے مصر اور ہندوستان میں کئی مرتبہ چھپ چکے ہیں۔ اور ان کی شروح اور حواشی و اختصارات موجود ہیں۔ الموطّا میں امام مالک نے صحیح احادیث' اخبار و آثار اور صحابہ و تابعین کے فتاویٰ کو جمع کر دیا ہے بظاہر یہ حدیث و اثر کی کتاب ہے۔ لیکن اس کا اصل موضوع احکام فقہیہ ہی ہیں۔

کتاب الموطّا اور اس کی مرویات کی تعداد :۔

آپ کی شہرہ آفاق کتاب الموطّا ہے۔ ابتداءً الموطّا میں دس ہزار حدیثیں تھیں لیکن امام کے خامہ صحت پسند نے تقریباً آٹھ ہزار حدیثیں قلم زد کر دیں۔ باقی ۱۷۲۰ ہیں جن میں سے مسند اور مرفوع ۶۰۰ ہیں۔ مرسل

۲۳۵، موقوف ۶۱۳ تابعین کے اقوال و فتاویٰ ۲۸۵، بلاغات مالک ۵"۔

(مقدمہ مسوّیٰ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶ بحوالہ سیرت ائمہ اربعہ صفحہ ۲۹۸)

حضرت امام مالکؒ کا مکتب فکر۔ مالکیہ :۔ اہل السنۃ والجماعت میں سے امام مالکؒ بن انس الاصبحی کے مقلدین کو مالکیہ کہا جاتا ہے۔

فقہ کے چار مشہور مکاتب فکر میں سے ایک مکتب فکر مالکیہ ہے۔ الموطا اور المدونۃ الکبریٰ یہ دونوں کتابیں فقہ مالکیہ کی اصل ہیں اور مکمل اور جامع کتابیں ہیں۔ الموطا امام مالک کی فقہی طرز پر جمع کردہ احادیث پر مشتمل ہے اور معروف کتاب ہے۔

"المدونۃ الکبریٰ: امام مالکؒ کی براہ راست تصنیف تو نہیں ہے لیکن فقہ مالکیہ کی اصل الاصول ہونے کے اعتبار سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اس لئے یہ مالکی مسلک کا بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔ المدونہ ایک ضخیم مجموعہ رسائل کا نام ہے جس میں تقریباً چھتیس ہزار مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ گویا امام مالک کی آراء بالنص اور ایسے مسائل کا مجموعہ ہے جن کا استنباط امام کے فتاویٰ سے صحیح سمجھا گیا اس طرح اس کتاب میں امام مالکؒ کے فتاویٰ کو یکجا کر دیا گیا ہے۔" (اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد اول صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳)

فقہ مالکیہ کی بنیاد :۔ فقہ مالکی کی بنیاد کتاب و سنت کے بعد عمل اہل مدینہ اور اقوال صحابہؓ بھی ہے۔ امام مالکؒ عمل اہل مدینہ کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور ان کے نزدیک تعامل اہل مدینہ مستقل حجت تھا حتی کہ کبھی کبھی انہوں نے حدیث صحیح کو بھی اسی بنا پر رد کر دیا کہ اہل مدینہ نے اس پر عمل نہیں کیا...... مالکیہ کے ہاں استنباط مسائل کے مندرجہ ذیل ذرائع ہیں۔

قرآن، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آثار اہل مدینہ، قیاس واستصلاح"

(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۹۳، ۳۹۴ طبع اول ۱۹۸۵ء زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور)

(حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو امتِ مسلمہ میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ آپ نے علم حدیث و فقہ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ آپ کے مکتب فکر کے گہرے نقوش اسلامی دنیا پر ثبت ہوئے اور آپ ہمیشہ ہی بڑی قدر و منزلت اور عزت واحترام سے یاد کئے جاتے رہے ہیں۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ۞ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ۞ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار ۞ ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے ۞ وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے (درثمین)

ے مبارک وہ جواب ایمان لایا

درویش مزاج اور محبت صافی رکھنے والے

حضرت سید میر حامد شاہ.....سیالکوٹی

تحریر ریاض محمود باجوہ مربی سلسلہ شعبہ تاریخ

> "سیالکوٹ گجرات گوجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے۔ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا اور کثرت سے مرید ہوئے" (حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حضرت سید میر حامد شاہ.....سیالکوٹ کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھنے والے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے اولین رفقاء میں سے تھے۔ حضرت اقدس نے آپ کو ایک درویش صفت انسان قرار دیا ہے۔ آپ اپنی صالحیت و تقویٰ اور علم و فضل کے اعتبار سے سلسلہ احمدیہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اسی مبارک وجود کی سیرت و سوانح پر مشتمل حالات سپرد قلم کئے جا رہے ہیں۔

حالات زندگی :- حضرت سید میر حامد شاہ.....سیالکوٹ کے معروف سید خاندان سے تھے۔ شہر کا کوچہ میر حسام الدین آپ کے ہی والد ماجد کے نام سے موسوم ہے جناب سید میر حسن صاحب کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا۔

آپ کی ولادت سیالکوٹ شہر میں اندازاً ۱۸۵۹ء میں ہوئی حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی.....مدیر "الحکم" نے (الحکم ۲۱ نومبر ۱۹۱۸ء میں) آپ کی وفات پر ۱۵ نومبر ۱۹۱۸ء کے موقعہ پر آپ کی عمر ۵۹ سال اور ڈیڑھ ماہ لکھی ہے اس طرح آپ کی ولادت کا سن ۱۸۵۹ء بنتا ہے۔

آپ حضرت اقدس کے محب صادق حضرت حکیم میر حسام الدین.....سیالکوٹی کے صاحبزادے تھے جن کا کچھ ذکر کرنا بھی ضروری ہے حضرت حکیم صاحب کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ آپ نے حضرت اقدس سے قانونچہ اور موجز کی کتب پڑھیں۔ آپ کو حضرت اقدس کی مہمان نوازی کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا۔ حضرت اقدس جب بھی سیالکوٹ آتے آپ کے ہاں ٹھہرتے۔ حضرت حکیم صاحب اہل حدیث گروہ سے تعلق رکھتے تھے حضرت اقدس نے آپ کو اپنا "محب صادق

اور مخلص دوست" قرار دیا۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ زمانہ ملازمت سے آپ کا نہایت اخلاص و محبت کا تعلق تھا چنانچہ "لیکچر سیالکوٹ" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے زمانہ ملازمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے کیونکہ میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں میرے اس زمانہ کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں یعنی حکیم حسام الدین صاحب جن کو اس وقت بھی مجھ سے بہت محبت رہی ہے وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا وجود تھا۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۳)

حضرت حکیم صاحب نے ۱۸۹۲ء میں بیعت کی تھی جب حضرت اقدس دعویٰ کے بعد پہلی دفعہ سیالکوٹ تشریف لائے یہ فروری کا مہینہ تھا۔ حضور حکیم صاحب کے مکان پر ہی ٹھہرے تھے۔

بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مولف "مجدد اعظم" ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے جو میرے کلاس فیلو تھے اسی موقعہ پر ایک دن جبکہ ہم دونوں حکیم حسام الدین صاحب والی مسجد کی ڈیوڑھی کی چھت پر بیٹھے تھے حضرت اقدس علیہ السلام کے گرد جمع ہونے والے لوگوں کی بھیڑ کو دیکھ کر مجھے کہا

"دیکھو شمع پر کس طرح پروانے گر رہے ہیں"

(مجدد اعظم جلد اول ص ۲۳۳-۲۳۲)

حضرت میر حامد شاہ.... بھی ان خوش قسمت اور قابل رشک بزرگوں میں سے ایک تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر ایک لازوال دولت سے مالامال ہوئے۔

آپ نے ۱۸۹۰ء میں حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم ص ۲۶۸)

آپ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء ۳۱۳ کی فہرست مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم پر ۱۳ نمبر پر درج ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۲۵)

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت پہچانا جبکہ ایک ظاہر بین انسان ہرگز ہرگز ان کامیابیوں کو نظر میں نہیں لا سکتا تھا جو بعد میں خدا کے مسیح کو حاصل ہوئیں۔

اس وقت میر صاحب عمر کے اس حصہ سے گزر رہے تھے جو عنفوان شباب تھا اور یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ اکثر لوگ گمراہی کی طرف بسرعت قدم مار رہے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ ہدایت پر قائم رکھنا چاہتا

ہے ان کی اسی طرح تائید کرتا ہے جس طرح میر صاحب کی کی گئی ایسے دور میں مامور زمانہ پر ایمان لانا، ایمان لانے والے کی نیکی اور تقویٰ کا بہت بڑا ثبوت ہے پھر اس ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ و طہارت کا پتہ دیتا ہے۔ آپ نے اہلمدی سے ترقی کر کے ضلع سپرنٹنڈنٹ تک کا عہدہ حاصل کیا۔ اس عہدہ سے ہی ریٹائر ہو کر پھر رجسٹرار کے معزز عہدہ پر فائز ہوئے۔

حضرت اقدس کی زبان مبارک سے آپ کا ذکر خیر

۳۔اپریل ۱۹۰۵ء کے دن حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے یہ خبر بیان کی گئی کہ سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی مستقل بر عہدہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ضلع ہو گئے ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔

"شاہ صاحب ایک درویش مزاج آدمی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم نیا ایڈیشن ص ۲۵۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپ کے متعلق یہ تبصرہ دراصل آپ کی سیرت کا جامع خلاصہ ہے۔

آپ ازالہ اوہام میں حضرت شاہ صاحب کا ذکر خیر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"**سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی** :۔ یہ سید صاحب محب صادق اور اس عاجز کے ایک نہایت مخلص دوست کے بیٹے ہیں۔ جس قدر خدا تعالیٰ نے شعر اور سخن میں ان کو قوت بیان دی ہے وہ رسالہ قول فصیح کے دیکھنے سے ظاہر ہو گی۔ میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق و اخلاص و محبت ظاہر ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اسلام کی تائید میں اپنی نظم و نثر سے عمدہ عمدہ خدمتیں بجالائیں گے ان کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتی ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ وہ میرے پرانے دوست میر حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ کے خلف رشید ہیں"

(روحانی خزائن جلد ۳ ص ۵۲۴)

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ حضرت شاہ صاحب کا سارا خاندان ہی حضرت اقدس پر ایمان لا چکا تھا اور آپ کی بیعت میں داخل تھا۔

حضرت شاہ صاحب بڑے ڈیل ڈول کے انسان تھے۔ چہرہ سے نور ٹپکتا تھا نہایت منکسر المزاج اور حلیم الطبع اور رقیق القلب تھے۔ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر آپ نظمیں پڑھتے تھے۔ آواز میں ایک درد اور رقت ہوتی۔ آپ کی نظموں کے مضامین درد، سوز اور اخلاص و مسائل سے بھرے ہوتے تھے۔ نظم پڑھنے کا انداز

تصنع اور بناوٹ سے پاک اور الگ ہوتا تھا جس سے حاضرین پر بھی رقت طاری ہو جاتی تھی جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے موقعہ پر حضرت اقدس علیہ السلام کی موجودگی میں پہلی دفعہ آپ نے قصیدہ مدحیہ پڑھا۔ چنانچہ کیفیت جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ بمقام قادیان ضلع گورداسپورہ میں ہے۔

"مولوی صاحب (حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب......ناقل) کے وعظ کے بعد سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا۔"

(روحانی خزائن جلد ۵ ص ۶۱۴)

حضرت اقدس علیہ السلام آپ کی نظموں کو بہت پسند کرتے بلکہ شائع کرانے کا بھی فرماتے چنانچہ الحکم اور البدر میں بھی آپ کی متعدد نظمیں شائع شدہ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے متعدد شعری مجموعے بھی مرتب ہو کر شائع ہوئے۔

رسالہ مخزن ماہ مئی ۱۹۰۲ء میں ایک خط منظوم "پیغام بیعت کے جواب میں" طبع ہوا جو علامہ ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال کی فکر کا نتیجہ تھا۔ حضرت سید میر حامد شاہ صاحب نے جب یہ منظوم خط پڑھا تو بطور نصیحت اس کا منظوم جواب لکھا اور ساتھ ہی شیخ صاحب کو یہ بھی لکھا کہ اب تک جو اس آسمانی مرد کے مقابل میں آیا ہے اس کا نتیجہ آخر کار افسوسناک حالت پر مبنی ہوا ہے۔ "بہتر ہے کہ شیخ صاحب اپنے قلم کو روک لیں اور اپنے زور طبیعت کے لئے اور میدان پسند کریں۔...."

(رسالہ مخزن ماہ مئی ۱۹۰۲ء ص ۳۸ بحوالہ الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۸-۹)

آپ کی شاعری کا انداز اور نمونہ کلام:۔ حضرت سید حامد شاہ..... کا کلام سلسلہ احمدیہ کے اخبارات میں وقتاً فوقتاً طبع ہوتا رہا ہے۔ کچھ نمونہ کلام درج ذیل ہے۔

قطعہ وفات حضرت مسیح موعودؑ

تو وصال حق سے واں مسرور ہے
یاں دل حیرت زدہ مہجور ہے

اے مسیح پاک اور مہدی دین
ہم کو مولا کی رضا منظور ہے

الوصیت میں تو جب فرما چکا
تیری رحلت تب سے ہی مشہور ہے

پیش ازیں تو کر چکا سب انتظام
الوصیت میں یہ سب مذکور ہے

خوش ہیں دشمن اور ہیں مغموم دوست
اور تو اس امر میں مامور ہے

زندگی پر کیا کسی کا اختیار　　حق کا دشمن کس لئے مغرور ہے
وہ رسول پاک ختم المرسلین　　جو خدائے پاک کا ایک نور ہے
اپنے مرنے سے یہ ثابت کر گیا　　فوت ہونا سنت ماثور ہے
دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار　　اور آنکھوں میں رخ پرنور ہے
وہ تو پہنچے جنت الفردوس میں　　اور ہم میں ایک ان کا نور ہے
وہ خلیفہ ہیں وہی ہیں اب امام　　ان کی بیعت بیعت مامور ہے
ہو گیا حق سے مسیحا کا وصال　　نور دین سے سلسلہ معمور ہے
فکر کیا ہے بہر تاریخ وفات　　مادہ تاریخ ہی مغفور ہے
۱۳۲۶ھ

(خاکسار میر حامد شاہ از سیالکوٹ ۴۔ جون ۱۹۰۸ء ——— الحکم ۱۱ جون ۱۹۰۸ء ص ۱۱)

عارفانہ کلام کا نمونہ

حمد خدا میں دوستو رطب اللسان رہو　　ہر دم اس کی یاد میں عذب البیاں رہو
بھولو نہ اس کی یاد بسارو نہ اس کا نام　　جس حال میں کہ تم رہو اور پھر جہاں رہو
دل پر ہمارے نقش محمد کا نام ہو　　اور ہاتھ میں کھلا ہوا حق کا کلام ہو
پھر کیوں نہ راہ دیں میں بھلا کامیاب ہوں　　جب کہ مسیح وقت ہمارا امام ہو
نعمت خدائے پاک کی ہم پر تمام ہے　　نعمت سے کام لینا اب اپنا یہ کام ہے
قدموں پہ آؤ مل کے چلیں سب رسول کے　　عزت ہے اس کی اس کے جو در کا غلام ہے

(نظم بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء بحوالہ اخبار بدر قادیان ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء ص ۳)

ناصحانہ کلام کا نمونہ

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہو گی　　بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو برا کہنا اچھا نہیں ہے　　برائی سے سن لو بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحائے موعود　　بغیر ان کے اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانو گے ان کی نصیحت　　وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری　　کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہو گی

ابھی وقت ہے چھوڑو بغض و تعصب سلامت رہو گے تباہی نہ ہو گی
یہ مطلب کی باتیں ہیں کام آنے والیں کہا مانو! تو جگ ہنسائی نہ ہو گی

(مطبوعہ الحکم ۲۸ جون ۱۹۱۴ء)

بعنوان "کسی وقت کی ایک بات"

جب وہ خود کہہ کر مکر جانے لگے ہم بھی ان سے صاف کترانے لگے
بیعت محمود کر لیں گے کہا وقت جب آیا تو خم کھانے لگے
یہ نہیں حضرت وفاداری کا رنگ آپ آخر میں جو دکھلانے لگے
اب تو ہے انکار پر اقرار تھا کیوں برہنہ سر کو کھجلانے لگے
ہوگیا ان کو گوارا ناگوار اب بھلا وہ کب ہیں شرمانے لگے
ان سے حامد ہے تیرا شکوہ بجا تیر جو اپنوں پہ برسانے لگے

(مطبوعہ الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۱۵ء ص ۵)

بعنوان "مرد باخدا"

میسر ہو نہ دام نفس سے جب تک رہا ہونا بہت مشکل ہے اس دنیا میں مرد باخدا ہونا
جنہیں فرصت نہیں ہے کثرت اشغال دنیا سے وہی کہتے ہیں مشکل ہے نمازوں کا ادا ہونا
کسی کی فارغ البالی کے ہم شاکی نہیں ہرگز مگر داد خدا پر چاہئے شکر خدا ہونا
ہماری کشتی عمر رواں کا بحر عالم میں بہر صورت ضروری ہے کوئی تو ناخدا ہونا
حصول عافیت کے واسطے اس دار دنیا میں مسلّم ہے کوئی قانون اور فرماں روا ہونا

(مطبوعہ بدر ۱۶ ستمبر ۱۹۱۲ء)

سلسلہ احمدیہ کی خدمات:۔ حضرت سید میر حامد شاہ صاحب........کی چند نمایاں خدمات درج ذیل ہیں:۔

(۱) ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے انگریزی تراجم کے لئے ایک مستقل ادارہ "انجمن اشاعت اسلام" قائم کیا گیا جس کے سرپرست خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ انتظامی معاملات کے لئے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دیا گیا جو بیس ممبروں پر مشتمل تھا۔ آپ بھی اس بورڈ کے ممبر نامزد

ہوئے۔

(الحکم ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۱ء ص ۸۔۹)

(۲) مارچ ۱۹۰۲ء میں جب جماعت احمدیہ کے مالی نظام کی بنیاد رکھی گئی تو اس سے پہلے عرصہ میں جماعت کی مالی ضرورتوں کو سلسلہ کے جو مخلصین اپنی توفیق کے مطابق پورا کرتے رہے اور مالی جہاد میں شامل رہے ان میں آپ بھی شامل تھے۔

(تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۴۹۔۵۰)

(۳) ۱۹۰۶ء میں جب انجمن احمدیہ کی بنیاد پڑی تو مجلس معتمدین کے جو عہدیدار حضرت اقدس علیہ السلام نے نامزد فرمائے ان میں آپ کا نام بھی شامل فرمایا۔ (بدر ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء ص ۶۔۷)

(۴) خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت جب غیر مبائعین نے اتحاد جماعت سے روگردانی کی۔ تو میر صاحب نے مصلحتاً بیعت میں تاخیر کی تاکہ غیر مبائعین سے رابطہ رکھ کر ان کو راہ راست پر لایا جاسکے۔ چنانچہ آپ ان کی مجلسوں اور جلسوں میں شامل ہوتے رہے اور وہ لوگ بھی آپ کی عزت کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے ایک خاص جلسہ میں جناب شاہ صاحب کو خلیفہ تسلیم کیا اور ان کے تقویٰ و طہارت کا ذکر کر کے کہا کہ اب میر (سید حامد شاہ) صاحب ہمیں مشورہ دیں کہ ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہئے جو یہ فرمائیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے جناب میر صاحب کے مشورہ کو قبول نہ کیا اور دن بدن بغض و عناد میں بڑھتے گئے۔ اس پر جناب میر صاحب نے ان کے راہ راست پر آنے سے ناامید ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کی بیعت کرلی۔ اور اخیر وقت تک حضور سے نہایت اخلاص اور عقیدت کا ثبوت دیتے رہے۔ (الفضل ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء ص ۱۔۲)

آپ نے اپنی تاخیر کی وضاحت میں ایک مفصل مکتوب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کی خدمت میں لکھا جو الفضل ۸۔ اپریل ۱۹۱۴ء کے ص ۲۴ پر شائع شدہ ہے۔

بیعت کے بعد کا زمانہ اور حالات و واقعات اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ کی نیت صاف تھی اور حضور کو آپ پر ذرا بھی شک نہ تھا اور حضور سلسلہ کی خدمات کی ذمہ داریاں آپ پر ڈالتے رہے۔

چنانچہ جب اپریل ۱۹۱۴ء میں حضور نے ایک رویا کی بنا پر "انجمن ترقی اسلام" کے نام سے ایک انجمن کی بنیاد رکھی تو اس کے نوممبروں میں آپ کا نام بھی شامل فرمایا۔ (الفضل ۲ مئی ۱۹۱۴ء ص ۸)

اکتوبر ۱۹۱۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... نے اپنی تشویشناک علالت پر ایک وصیت لکھی جس میں اپنے بعد انتخاب خلیفہ کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل جو کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی میں بھی آپ کا نام بطور ممبر شامل فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد ۵ ص ۲۳۶)

(۵) جب حضرت بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی اپنے گھر کو خیرباد کہہ کر سیالکوٹ پہنچے تو آپ کی ہی تحریک پر آپ سے ایک خط مولانا عبد الکریم سیالکوٹی کے نام لے کر قادیان گئے اور حضرت اقدس کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ (اصحاب احمد جلد نہم ص ۵۵-۵۶)

(۶) سیرت المہدی حصہ سوم میں ہے کہ ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد صاحب کی بیعت کے محرک بھی آپ اور مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی...... تھے۔ شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۹۲-۱۸۹۱ء میں بیعت کی تھی۔ ان دنوں ڈاکٹر محمد اقبال سکول میں پڑھتے تھے۔ اپنے والد صاحب کی بیعت کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے۔ انہی دنوں سعد اللہ لدھیانوی کی نظم کے جواب میں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف لکھی تھی علامہ اقبال نے بھی نظم لکھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں تھی۔

(روایت منشی محمد اسماعیل سیالکوٹی سیرت المہدی حصہ سوم ص 249)

آپ کی وفات اور اولاد:۔ آپ کی وفات ایک سبق آموز واقعہ تھی۔ جس سے آپ کا خلافت سے تعلق نظر آتا ہے۔ آپ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کی علالت کی خبر نے آپ کو مضطرب کر دیا۔ آپ نے حضور کی صحت کے لئے بہت دعائیں کیں ایک دن... اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر خاک پر سجدہ میں گر کر بہت دیر تک دعا کرتے رہے...... اسی دعا کے ساتھ آپ کو یقین ہو گیا کہ دعا قبول ہو گئی ہے اسی حالت میں نیچے اترے اور آ کر فرمایا کہ دعا تو قبول ہو گئی مگر میں خود بیمار ہو گیا ہوں۔ چنانچہ اسی بیماری میں آپ ۱۵ نومبر ۱۹۱۸ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اس طرح حضرت شاہ صاحب اپنے مرشد و آقا پر قربان ہو گئے۔ اتفاق سے آپ کا ۱۳۔ نومبر ۱۹۱۸ء کا لکھا ہوا حضور کے نام آخری خط ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ہی ملا جس دن ان کی وفات سے متعلق حضور کو تار موصول ہوئی۔ (الحکم ۲۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء ص ۶)

حضور کے نام آخری خط کا مضمون یہ تھا۔

"سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتک وسلمک اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور کی علالت طبع کے تغیرات کی اطلاع روزمرہ برابر مل رہی ہے۔ میری روح سخت فکر اور درماندگی سے دعا میں مصروف ہے۔ ہر ایک کارڈ کے آنے پر سرنگوں ہو جاتا ہوں۔ اور تہجد میں اور دیگر اوقات میں ہمہ تن مصروف دعا ہوں۔

احباب میں بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ بھی دست بدعا ہیں"

(الفضل ۱۰۔ دسمبر ۱۹۱۸ء ص ۹)

شہر سیالکوٹ میں جب آپ کی وفات کی خبر پھیلی تو مشہور ہو گیا کہ **"شہر کا قطب فوت ہو گیا ہے"**

(الحکم ۲۱ نومبر ۱۹۱۸ء ص ۶-۷)

وفات سے ایک دن قبل یعنی ۱۴۔ نومبر ۱۹۱۸ء کی شام کو بعد نماز مغرب حکیم احمد دین صاحب کو دوران گفتگو شاہ صاحب نے کہا کہ "یہ مت سمجھو کہ میں موت سے ڈرتا ہوں موت تو ایک بڑی پیاری چیز ہے۔ کیونکہ محبوب حقیقی کو ملنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ ہاں بیماری کی تکالیف کے سلسلے کا لمبا ہونا اس کو طبیعت نہیں پسند کرتی" حضرت شاہ صاحب نے اپنے پیچھے وسیع کنبہ اور اولاد کثیر کو چھوڑا۔ آپ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں ایک بیٹے سید عبدالجلیل شاہ صاحب مرحوم محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے خسر ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی محترمہ سیدہ آمنہ مرحومہ زوجہ سید سمیع اللہ شاہ صاحب مرحوم محترم سید جواد علی شاہ کی والدہ ہیں۔ حضرت سید میر حامد شاہ صاحب..... کے اس نواسے کو لمبا عرصہ یورپ اور امریکہ میں دعوت الی اللہ کی توفیق ملی۔ آپ موصی تھے آپ کو امانتاً سیالکوٹ میں دفن کیا گیا پھر بعد میں آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

(الحکم ۲۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء ص ۶-۷)

آپ کی وفات پر حضرت حافظ سید میر حسن کا بیان:۔

حضرت حافظ سید میر حسن صاحب جو کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے استاد تھے حضرت شاہ صاحب کے رشتہ میں چچا لگتے تھے۔ آپ کی وفات کی خبر سنی تو فرمایا:۔

"آج ہمارے خاندان سے تقویٰ اور پرہیزگاری رخصت ہو گئی۔ حامد شاہ میرے بھتیجے تھے۔ ان کی ساری زندگی میرے سامنے ہے اور اس میں ایک بات بھی ایسی نہیں نکل سکتی جس پر انگلی رکھی جا سکے"

(ذکر اقبال ص ۲۸۷ از علامہ عبدالمجید سالک)

حضرت سید میر حامد شاہ صاحب...... جیسے متقی اور درویش صفت وجود آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ تھے اپنے شہر اور علاقہ میں کامیاب داعی الی اللہ اور پر اثر وجود تھے۔

آپ کی کتب:۔ آپ کے چند شعری مجموعے اور دیگر تالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔ گلزار احمد۔ النصح۔ رباعیات حامد۔ مثنوی دعوت دہلی۔ سخن معقول، یہ سب خلافت لائبریری میں موجود ہیں۔

ان کے علاوہ الجواب، مسلمانوں کا خدا، پنج ارکان اسلام، خط اور رؤیا، جنگ مقدس کا فوٹو، واقعات ناگزیر، القول الفصل اور القول الفصیح بھی آپ کی تالیفات ہیں۔

مکرم چوہدری محمد رشید ارشد صاحب ناظم انصار اللہ کا ذکر خیر

مرسلہ: طیّب احمد نوشہرہ کینٹ

میرے ابا جان مکرم چوہدری محمد رشید ارشد صاحب (وائس پریذیڈنٹ نیشنل بینک صوبہ سرحد) ناظم انصار اللہ مورخہ ۱۱ اور ۱۲ دسمبر ۱۹۹۶ء کی درمیانی شب اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ آپ کی عمر ۵۹ برس تھی۔ آپ مورخہ ۱۵ جولائی کو پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد سکنہ اٹھوال ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ ماموریت فرمایا تو آپ کے دادا حضرت اللہ بخش صاحب کو گاؤں میں سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے دادا جان کے ہاں شروع میں جو اولاد ہوتی وہ اوائل عمر میں ہی فوت ہو جاتی تھی۔ آخر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلا فرزند مکرم محمد صدیق صاحب عطا فرمایا۔ جن کے آگے دو فرزند مکرم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب اور مکرم محمد رشید ارشد صاحب پیدا ہوئے۔

مکرم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب نے بچپن ہی میں اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت کیلئے وقف کردی اور تمام عمر نہایت وفاداری اور محنت سے بطور مربی سلسلہ احمدیہ خدمت کرنے کی توفیق پائی اور ناظر امور عامہ اور سیکرٹری حدیقۃ المبشرین جیسے اہم عہدوں پر بھی کام کرنا نصیب ہوا۔ میرے ابا جان چوہدری محمد رشید ارشد صاحب آپ سے چھوٹے تھے۔ ابا جان نے بھی تایا جان کی طرح تمام عمر سلسلہ کے خادم کی حیثیت سے اپنی زندگی گزاری اور اسی میں راحت محسوس کی۔ احمدیت کی تعلیم کو صحیح معنوں میں اپنے اندر قائم کر رکھا تھا۔ آپ احمدیت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ جس سے ہم نے احمدیت کا بہت کچھ سیکھا۔

آپ نہایت ہمدرد اور ملنسار انسان تھے۔ بہت وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے۔ جب کبھی دوستوں کی یاد ستاتی تو ایک ہی نشست میں تمام دوستوں کو خطوط لکھتے جن کی تعداد کم و بیش تین ساڑھے تین سو کے قریب ہوتی اور یوں اپنے دوستوں سے ہم کلام ہو کر اطمینان قلب کا سامان کر لیتے۔ آپ نے نہایت عاجزانہ رنگ میں اپنی زندگی گزاری اور کبھی کسی کے ساتھ نہ الجھے نہ جھگڑا کیا۔ آپ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے۔ اگر کسی وقت کسی غلط فہمی کی بنا پر کوئی شخص ناراض ہو جاتا تو اس سے آپ کی طبیعت بہت پریشان ہو جاتی اور کوشش کرتے کہ فوراً کسی طرح اس کو راضی کیا جائے۔ وہ کبھی کسی ناراضگی کو طول نہ دیتے تھے۔ ان کا سلوک گھر میں بھی بڑا مشفقانہ تھا۔ آپ کی زندگی میں بڑے بڑے مصائب بھی آئے مگر انہوں نے بڑے صبر اور حوصلے سے ان کا مقابلہ کیا۔ ابا جان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بڑا کامل یقین تھا۔ جس طرح ایک کامل احمدی کا ہوتا ہے۔ ساری زندگی تقویٰ طہارت کی باریک راہوں پر چلتے ہوئے گزاری۔ آپ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ تھی۔ اس ضمن

میں ایک واقعہ ۱۹۷۴ء کا قابل ذکر ہے۔ جب جماعت کی شدید مخالف تھی۔ صبر آزما وقت تھا۔ صدر جماعت احمدیہ نوشہرہ نے آپ کو ایک روز مشورہ دیا کہ جب آپ ڈیوٹی پر جایا کریں تو حفاظت کا خیال رکھا کریں۔ اگلے روز اسی مشورہ پر عمل کرتے ہوئے محترم ابا جان اپنا ریوالور اپنی جیب میں ڈال کر ڈیوٹی پر چلے گئے۔ لیکن جب شام کو واپس گھر آئے تو ابا جان کی طبیعت پر بڑی خفگی کے آثار تھے۔ دریافت کرنے پر ابا جان نے فرمایا میں نے سخت غلطی کی کہ خدا کی ذات کی بجائے میں نے اپنی حفاظت کا ذریعہ ریوالور کو بنا لیا۔ اور کافی دیر تک افسوس کرتے رہے۔ چنانچہ اگلے روز جب ابا جان ڈیوٹی پر روانہ ہوئے تو حسب دستور اپنی جیب میں چھوٹا قرآن پاک رکھ لیا اور کوئی چیز حفاظت کے خیال سے نہ لی۔

آپ اکثر اپنے سفر کو ذکر الٰہی اور قرآن پاک کی تلاوت میں گزارہ کرتے۔ اور یہی معمول ان کا تمام عمر رہا۔ آدھے سے زیادہ قرآن پاک آپ نے اس طرح حفظ کر لیا تھا۔ تمام عمر قرآن پاک سے ان کو بڑا شغف رہا۔ ماہ رمضان میں نماز تراویح اکثر ابا جان ہی پڑھایا کرتے۔ قرآن پاک کی طرح سلسلہ کی کتب کا بھی بے حد شوق سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔ آپ پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل رہا کہ آپ نے ساری زندگی ہمیشہ اپنی نمازوں کی حفاظت فرمائی۔ ابا جان کی عبادت کی خوبصورت ادائیگی دیکھ کر ہمیشہ عبادت کرنے کیلئے رشک آیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ سے بے لوث محبت رکھتے تھے اور اکثر گھر میں اس بات کا تذکرہ کیا کرتے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے سلسلہ کی خدمت سے پایا ہے۔ آپ محکمہ کے بڑے سے بڑے عہدے پر فائز رہے مگر جماعت میں، سلسلہ کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اس کو ہی سعادت سمجھتے۔ اوائل عمر جوانی میں وصیت کروائی ہوئی تھی۔ اور تادم مرگ اپنے عہد وصیت کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے رہے۔ آپ ہمیشہ اپنی ماہوار آمد سے پہلے وصیت اور دیگر چندہ جات الگ کرتے۔ اس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر لبیک کہتے۔ صدقہ و خیرات میں آپ کی خاص خوبی یہ تھی کہ کسی بھی فقیر کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتے۔

ازدواجی زندگی بھی آپ کی بڑی کامیاب تھی۔ امی جان سے حسن سلوک سے پیش آتے اور آج تک مجھے یہ یاد نہیں کہ ابا جان نے امی جان سے کوئی سخت لفظ بھی کہا ہو۔ ہمیشہ چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھتے۔ دھیمی آواز میں مگر نہایت دلکش انداز میں کلام کیا کرتے۔ ابا جان اپنے غریب رشتہ داروں کو ملنا اپنے لئے راحت جان سمجھتے اور انہیں جا کر ملتے۔ آپ اپنے دوستوں خواہ وہ کسی درجہ کا ہو ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے۔ اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے باوجود نہایت منکسر المزاج اور غریب پرور انسان تھے۔ آپ خود نمائی کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ اپنی ہر نیکی لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے۔ آپ ہمیشہ حاجت مندوں کا خیال رکھتے اگر کسی وقت کسی نے رقم ادھار مانگی تو اس کی حسب توفیق ضرور مدد کی۔ مگر واپسی کیلئے کبھی یاد دہانی نہ کرواتے۔ آپ سلسلہ کے بزرگوں سے بھی بے حد محبت کرتے۔ جب کبھی ربوہ جانا ہوتا تو بزرگوں سے بغیر ملاقات کئے واپس نہ آتے۔ رات دیر تک بزرگوں سے شرف ملاقات حاصل کرنے میں گزار دیتے۔ ابا جان نے بینک ملازمت کا ایک کلرک کی حیثیت سے آغاز کیا مگر اپنے سنہری اصولوں

کی بدولت وہ وائس پریذیڈنٹ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ تین سال تک قائد خدام الاحمدیہ مقامی، سات سال تک صدر جماعت نوشہرہ رہے۔ جماعت نوشہرہ کی طرف سے مجلس مشاورت کے نمائندہ کے طور پر شامل ہوتے رہے۔ آپ آخری ایام میں چیف آڈٹ آفیسر صوبہ سرحد کے طور پر فائز تھے۔ اور اکثر آپ کا وقت صوبہ بھر کے طول و عرض میں سفر میں گزرتا مگر پھر بھی آپ کو جماعت کے زعیم انصار اللہ مقامی اور ناظم ضلع کے طور پر سلسلہ کی خدمت کی سعادت حاصل رہی۔ اور آپ اپنے ان فرائض کو احسن طور پر ادا کرتے رہے۔

ابا جان کی اولاد میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے اور ہماری والدہ یادگار ہیں ہم سب کیلئے مرحوم کا وجود آپ کا حسن اخلاق اور اعلیٰ کردار مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلائے اور احسن طور پر خدمت سلسلہ کی توفیق دے۔ آمین

واقفینِ نَو کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے چند ارشادات

○ "والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں۔"

○ "بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفینِ نَو کی تربیت کرنی ہے۔"

○ "ہر واقفِ زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن ہی سے اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے۔" ○ "بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہیئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔" ○ "دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔" ○ "بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیئے۔"

○ "خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمّل یعنی کسی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین (نَو) بچوں میں بہت ضروری ہیں۔" ○ "اپنے گھر میں اچھے مزاح کو جاری کریں، قائم کریں۔" ○ "بُرے مزاح کے خلاف بچوں کے دل میں بچپن سے ہی نفرت اور کراہت پیدا کریں۔" ○ "واقفین (نَو) بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں۔" ○ "کسی کو اچھا دیکھ کر انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ تکلیف ضرور محسوس کریں۔" ○ "بچپن ہی سے ان واقفین (نو) بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔" ○ "ضروری ہے کہ ایسے بچوں کو اپنے تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

(وکالت وقف نَو)

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم ۱۹۹۷ء

مجلس انصار اللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۹۷ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۴۶ اضلاع کی ۲۳۰ مجالس کے ۲۸۰۰ انصار نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

اول :۔ مکرم حکیم محمد نسیم صاحب گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ، دوم:۔ مکرم محمد اشرف صاحب کاہلوں مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی

سوم: مکرم محمد سلیم اختر صاحب دہلی گیٹ لاہور، مکرم عزیز احمد صاحب طاہر ٹوبہ ٹیک سنگھ

جن انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی ان کے اسمائے گرامی بغرض دعا تحریر کئے جاتے ہیں۔

محمود مجیب اصغر صاحب مظفر گڑھ، ناصر احمد بھٹی صاحب یاروواله، نعیم احمد طارق صاحب کوٹ ادو، میاں عبدالحی کامران صاحب کھروٹہ ضلع میرپور آزاد کشمیر، ظفر اللہ خان صاحب چک نمبر ۹ پنیار، ملک محمد مبارک احمد صاحب، رانا عبدالغفار خاں صاحب سرگودھا شہر، ملک لطیف احمد سرور صاحب شیخوپورہ، منور احمد صاحب سید والا، ناصر احمد صاحب کوٹ عبدالمالک، منیر احمد حمید صاحب ڈیرہ غازیخان، حکیم محمد افضل فاروقی صاحب اوچ شریف، ڈاکٹر محمد سلیم صاحب چک نمبر ۳۲۷ مروٹ، چوہدری عبدالرحیم صاحب، صادق احمد نعیم صاحب گلگشت کالونی ملتان، محمد شریف صاحب چک ۳۲/۸ رحیم یار خان، پیر محمد صاحب نور نگر محمد آباد سندھ، عبدالباری قیوم صاحب مارٹن روڈ کراچی، کرامت حسین مختار صاحب اورنگی ٹاؤن، نعیم احمد خاں صاحب کلفٹن، ناصر احمد گوندل صاحب النور کراچی، خورشید احمد خاں صاحب ہاؤسنگ سوسائٹی، محمد ابراہیم شاد صاحب، محمد صفدر علی صاحب، منور احمد صاحب، شیخ سعید احمد صاحب گلشن جدید کراچی، منور احمد ناصر صاحب کورنگی کراچی، محمد اکرم احسان صاحب، میاں غلام احمد صاحب پیپلز کالونی فیصل آباد، رائے محمد اسلم صاحب، چوہدری احمد دین صاحب، محمد اکبر صاحب کریم نگر فیصل آباد، مختار احمد صاحب، صوبیدار بشیر احمد صاحب، چوہدری محمد یوسف صاحب، مرزا محمد یعقوب صاحب، محمد انور شاد صاحب، عبدالحمید گل صاحب دارالنور فیصل آباد، رفیق احمد صاحب، رحیم بخش صاحب، نذیر احمد صاحب میرپور خاص، عبدالرحمان عاجز صاحب گوجرانوالہ، میاں محبوب احمد صاحب، مختار احمد حیدر صاحب جھنگ صدر، ارشاد احمد خان صاحب پشاور، عبدالہادی ساجد صاحب قمر آباد، منور احمد بسرا صاحب، نثار احمد بسرا صاحب حیدر آباد، رفیق احمد صاحب چک ۴۰/۳ اوکاڑہ، شبیر احمد طاہر صاحب، صوبیدار محمد اختر ونیس صاحب، اقبال حسین محسن صاحب، صوبیدار محمد رفیق صاحب سعد اللہ پور منڈی بہاؤالدین، چوہدری ناصر احمد صاحب خالد جہلم، چوہدری اقبال احمد اختر صاحب قصور، ڈاکٹر اقبال احمد صاحب پتوکی، چوہدری مبارک احمد صاحب راولپنڈی شہر، محمد اشرف تنویر صاحب، محمد عبداللہ ریحان صاحب واہ کینٹ، مرزا بشیر احمد صاحب، ملک عبدالعزیز صاحب، عارف شاہد صاحب، منور احمد صاحب، چوہدری محمد علیم الدین صاحب، عبدالمنان فیاض صاحب اسلام آباد، خالد ہدایت بھٹی صاحب ماڈل ٹاؤن، رفیق احمد ساہی صاحب، بشیر احمد صاحب، شیخ مامون احمد صاحب فیصل ٹاؤن، عبدالمجید صاحب گلشن پورہ، منیر احمد بٹ صاحب، محمد ظفر اللہ صاحب وحدت کالونی، شکور احمد صاحب ٹاؤن شپ، پروفیسر محمد رشید طارق صاحب، رشید احمد صاحب سلطانپورہ، میاں منظور احمد صاحب مغلپورہ، چوہدری غلام محمد صاحب، منیر احمد چوہدری صاحب سمن آباد لاہور، ملک بشیر احمد اعوان صاحب، قمر محی الدین صاحب، محمد بشیر گوہر صاحب، رانا محمد رفیق صاحب، رانا محمد صدیق صاحب، غلام محی الدین صاحب ملیانوالہ ضلع سیالکوٹ، شریف احمد صاحب سیالکوٹ کینٹ، مظفر احمد صاحب چک سدیو، محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری، عطاء اللہ نسیم صاحب، عبدالغنی صاحب، محمد ارشد قریشی صاحب دارالرحمت وسطی، عبدالباسط خاں ناصر صاحب دارالرحمت شرقی الف، نذیر احمد باجوہ صاحب رحمت شرقی ب، ملک فضل الٰہی صاحب ناصر آباد شرقی، حاجی عبدالرشید صاحب، چوہدری احمد علی صاحب علوم غربی حلقہ ثناء، ماسٹر نذیر احمد سندھو صاحب علوم غربی حلقہ

خلیل، ملک محمد اعظم صاحب علوم غربی حلقہ صادق، ماسٹر بشارت احمد صاحب علوم وسطی، چوہدری فضل قادر صاحب صدر شمالی، نور الدین صاحب باب الابواب، شیخ عبد المنان صاحب، ملک محمد عیسیٰ صاحب فیکٹری ایریا، مرزا غلام رسول صاحب، پروفیسر مبارک احمد طاہر صاحب، محمد رفیق صاحب دار البرکات، صوفی احمد یار صاحب نصیر آباد حلقہ عزیز، محمد عبد الماجد صدیقی صاحب گولبازار، مبارک احمد خاں صاحب، عبد الرحمان بھٹی صاحب، سید بشیر احمد شاہ صاحب دار النصر شرقی، محمد سعید انصاری صاحب، منیر الدین احمد صاحب، سمیع اللہ زاہد صاحب کوارٹرز تحریک جدید۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء امتحان کو علم و فضل میں ترقی کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(ملک منصور احمد عمر، قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

(بقیہ سیرت النبیؐ)

کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ خوش نہ ہوئے آپ خاموش بھی نہ رہے۔ بلکہ بڑی سختی سے آپ نے اس کی تردید کی اور فرمایا۔ چاند اور سورج تو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کو ظاہر کرنے والی ہستیاں ہیں ان کا کسی بڑے یا چھوٹے انسان کی موت یا زندگی کے ساتھ کیا تعلق ہے (بخاری کتاب الکسوف) جب کوئی شخص عرب کے محاورہ کے مطابق یہ کہہ دیتا کہ فلاں ستارہ کے فلاں برج میں ہونے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور آپ فرماتے۔ اے لوگو! خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو دوسروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو۔ بارشیں وغیرہ سب خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق ہوتی ہیں کسی دیوی دیوتا کی یا کسی اور روحانی طاقت کی مہربانی اور بخشش کے ساتھ نازل نہیں ہوا کرتیں۔

(مسلم کتاب الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا بنوء)

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۲)

اہل قلم احباب سے گزارش:۔

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ایک تربیتی علمی اور تحقیقی رسالہ ہے جو جماعت کے ہر طبقہ کی علمی اور روحانی تسکین کا موجب ہے۔ اہل قلم احباب سے گزارش ہے کہ وہ ادارہ کو اپنے تربیتی، علمی اور تحقیقی مضامین بھجوا کر تعاون فرمائیں۔ مضمون حاشیہ چھوڑ کر اور خوشخط لکھا جائے حوالہ جات اصل کتب سے لئے جائیں۔ جزاکم اللہ (ایڈیٹر)

ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری کا حوالہ ضرور دیں۔

ادارہ

Monthly ANSARULLAH Rabwah
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR
Regd. No. CPL-92 September 1997

"ایک دستِ غیبی مجھے مدد دے رہا ہے"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پیارو یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور وہ اپنے دین کو فراموش نہیں کرتا بلکہ تاریکی کے زمانہ میں اس کی مدد فرماتا ہے مصلحت عام کے لئے ایک کو خاص کرلیتا ہے اور اُس پر علوم لدنّیہ کے انوار نازل کرتا ہے۔ سو اُسی نے مجھے جگایا اور سچائی کے لئے میرا دل کھول دیا۔ میری روزانہ زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ میں اسی کام میں لگا رہوں بلکہ میں اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ میں اس کا اور اس کے رسول کا اور اس کی کلام کا جلال ظاہر کروں۔ مجھے کسی کی تکفیر کا اندیشہ نہیں اور نہ کچھ پروا۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ وہ راضی ہو جس نے مجھے بھیجا ہے۔ ہاں مَیں اس میں لذّت دیکھتا ہوں کہ جو کچھ اُس نے مجھ پر ظاہر کیا وہ میں سب لوگوں پر ظاہر کروں اور یہ میرا فرض بھی ہے کہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ دوسروں کو بھی دُوں۔ اور دعوت مولیٰ میں ان سب کو شریک کر لوں جو ازل سے بلائے گئے ہیں۔ میں اس مطلب کے پورا کرنے کے لئے قریباً سب کچھ کرنے کے لئے مستعد ہوں اور جانفشانی کے لئے راہ پر کھڑا ہوں۔ لیکن جو امر میرے اختیار میں نہیں میں خداوند قدیر سے چاہتا ہوں کہ وہ آپ اس کو انجام دیوے۔ میں مشاہدہ کر رہا ہوں کہ ایک دستِ غیبی مجھے مدد دے رہا ہے۔ اور اگرچہ میں تمام فانی انسانوں کی طرح ناتوان اور ضعیف البنیان ہوں تاہم میں دیکھتا ہوں کہ مجھے غیب سے قوت ملتی ہے......"

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۹)